شلوغ

چترالی بچوں کی لوک کہانیاں





تلاش و ترجمہ

ممتاز حسین





شلوغ

چترالی بچوں کی لوک کہانیاں

شلوغ

چترالی بچوں کی لوک کہانیاں

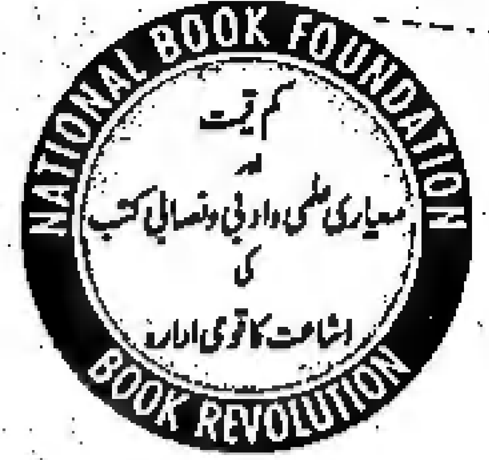
تلاش و ترجمہ

ممتاز حسین



نیشنل بک فاؤنڈیشن

اسلام آباد





نگران	:	ڈاکٹر انعام الحق جاوید
تلاش و ترجمہ	:	ممتاز حسین
فنی تدوین	:	گل احمد
اشاعت	:	ستمبر، 2016ء
تعداد	:	2000
کوڈ نمبر	:	GNU-590
آئی ایس بی این	:	978-969-37-0973-5
طابع	:	-/150 روپے
قیمت	:	پریمئر پرنٹرز، راولپنڈی

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ:
ویب سائٹ: http/www.nbf.org.pk یا فون: +92-51-9261125
یا ای میل: books@nbf.org.pk

اپنے بچوں اور ان کی دادی کے نام
جنہوں نے میرے بچپن کی ان بھولی ہوئی کہانیوں کو پھر سے جمع کرنا ممکن بنایا



فہرست

پیش لفظ

نیشنل بک فاؤنڈیشن ایک قومی ادارہ ہے جو پاکستان کے ہر علاقے کی تہذیب و تمدن، ثقافت، ادب اور ان کی لوک کہانیوں کے فروغ میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ چترالی بچوں کی دلچسپ لوک کہانیوں پر مبنی کتاب ''شلوغ'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں چترالی تہذیب و ثقافت اور اس سے وابستہ لوک کہانیوں کو پیش کیا جا رہا ہے۔ چترال کی زبان کھوار کہلاتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں کھوار زبان کے متن اور اس کے اُردو ترجمے کو بھی مدِنظر رکھا گیا ہے تاکہ کھوار زبان نہ جاننے والے افراد بھی ان کہانیوں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ ان کہانیوں کو پروفیسر ممتاز حسین نے کھوار زبان میں لکھا ہے اور ان کا اُردو ترجمہ بھی انھوں نے ہی کیا ہے۔ پروفیسر ممتاز حسین اُردو اور کھوار دونوں زبانوں میں افسانے لکھتے ہیں۔ فکشن کے میدان کے شناور ہیں اس لیے ان کہانیوں میں مقامی ثقافتی رنگ اور ماحول نمایاں ہے۔

امید ہے بچوں سمیت عام قارئین اور شائقینِ کتب کو یہ کتاب پسند آئے گی۔

ڈاکٹر انعام الحق جاوید

(پرائڈ آف پرفارمینس)

مینجنگ ڈائریکٹر

اس کتاب کے بارے میں

پاکستانی ثقافت ایک گل دستہ ہے، جو مختلف رنگ و بو کے کئی پھولوں سے مل کر بنا ہے۔ اس گل دستے میں شامل اک پھول چترال کہلاتا ہے۔ دیگر پاکستانی تہذیبوں کی طرح چترالی تہذیب کی اپنی زبان، لوک روایات، گیت اور کہانیاں ہیں۔ اس تہذیب میں بچوں کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے۔ چترالی لوگ اپنے بچوں کی ذہنی نشوونما اور تربیت کے لیے انہیں بہت چھوٹی عمر سے ایسی کہانیاں سناتے ہیں جن میں تفریح کے ساتھ ساتھ تربیت کا سامان بھی موجود ہوتا ہے۔

بدلتے ہوئے سماجی حالات کی وجہ سے کہانی سنانے کا رواج دیگر معاشروں کی طرح چترال میں بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ بچوں کے ادب کے اس ذخیرے کو محفوظ کرنے کی کوشش کی جائے۔ موجودہ کتاب اسی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف کہانیوں کا اصل متن "کھوار زبان" میں محفوظ کیا گیا ہے بل کہ کھوار زبان نہ جاننے والے بچوں کے لیے ان کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ تمام پاکستانی بچے ان کو پڑھ سکیں۔

یہ ایک مختصر سا مجموعہ ہے۔ امید ہے کہ ان کہانیوں کو جمع کرنے کا سلسلہ جاری رہے گا اور مزید چترالی مصنفین اس کام میں ہاتھ بٹائیں گے۔

ان کہانیوں کو پروفیسر ممتاز حسین نے کھوار میں لکھا ہے اور ان کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ ممتاز حسین مطالعہ پاکستان کے ایک استاد کی حیثیت سے پاکستان کی علاقائی ثقافتوں میں خصوصی دل چسپی رکھتے ہیں۔ نیز وہ اردو اور کھوار میں افسانے بھی لکھتے ہیں اس لیے اس کام کے لیے ان کا انتخاب کیا گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی
فون:0346-9891045
ای میل:fiazib[redacted]m@gmail.com

کیاغ دی ریکو شلوغ

کیاغ دی ریکو بَشاوٗنو، کیاغ دی ریکو شلوغ۔۔ کھوارو ہیہ متالو مطلب ہیہ نو کہ بَشاوٗنو اوچے شلوغ بے معنی لو۔ بلکہ ہیہ کہ لوک ادب، ہسے بشاوٗنو ہویا یا شلوغ، ہتوغو کیہ خاص شکلہ اوچے صورتہ بیک ضروری نو، وا نہ ہمیتان بچین کیہ خاص اصول یا ضابطہ بونی۔ کھیو کہ روئے شلوغ جوشی پرانی ہسے شلوغ، وا کھیو کہ بشیئتانی ہسے بشاوٗنو۔

بشاوٗنو اوچے شلوغ لوک ادب۔ ہموش ادبو خالق اوچے مالک کیہ ای خاص ادیب یا شاعر نو بلکہ دروستی معاشرہ بوئے۔ ہر شلوغ دیاک یا بشیئاک تان مزاج اوچے عقلو مطابقہ شلوغہ یا بشاوٗنہ ای واقعو یا کڑومو بشیئر یا کمیئر۔ شلوغ دیاکوتے یا بشیئاکوتے کا ہش ریکو نو بوئے کہ تو ہموش کو ارو، تتے کا ہمو اجازتو پرائے، وغیرہ۔ ہیہ لوٗو دیکو ضرورت ہیہ بچین ہوئے کہ ممکن شیر بعض شلوغ پسہ کارہ ہاش نو بونی، کیچہ کہ ہیہ مجموعا نیویشی شینی۔ ہیہ بچین کیہ پریشان بیکو ضرورت نیکی۔ ہر شلوغ دیاک پھوک زیادئے کمئے انگیکین مختلف ژاغا بی ہمی شلوغ مختلف شکلہ بیتی شینی۔

ہمی شلوغان بڑاخھیئکو ضرورت کو ہوئے۔ شلوغ اوچے بشاوٗنو اسپہ تہذیبو ہزارہا سالو سفرو ریکارڈ۔ تاریخو کتابین دی ہیہ ریکارڈ بوئی۔ مگم تاریخ نیویشاک ای فرد حیثیتہ تان مزاجو، نظریاتان اوچے تعصباتان پورنیکہ عام طورا معاشرو نقشو ساوزیئاوہ ہش رنگ استعمال کوئے کہ ہے رنگ اصلہ معاشرو موژی نو بونی۔ لوک ادب چونکہ ای فردو نو بلکہ معاشرو مشترکہ تخلیق بوئے، ہیہ بچین ہورو رنگ مصنوعی نو بلکہ حقیقی بونی۔ ہمی

جقیقی رنگ معاشرو بوغدو وختو اصل صورتو اسپتے واضح کونیان۔ ہموغار علاوہ لوک ادبہ زبانو اصل الفاظ اوچے انداز دی محفوظ بہچاو گونیان۔

دنیو خور معاشران غون کھوستانہ دی معیاری ادبی تخلیقات شروغ بیکار ہزارہا سال پروشٹی روئے شلوغ دیک شروغ کاردو بونی۔ وختو سوم جُستہ ہمی شلوغ ایوالیو سار ایوالیوتے زبانی منتقل باو گیتی اسپا توری شینی۔

ہیہ سلسلہ ہمیشہ ہموش تان پروشٹی بوغیسیر، مگم نوغ زمانا شلوغو سار اسقان وا ہردی چوکونو مشغولگیو ذریعہ نیسانی، یعنی ٹیلیوژن وغیرہ۔ دوری ٹی وی چوکیکو ٹیخیق واو یو سوم ایہہ گنینیانا، بلکہ واوی تان دی سٹارٹی ویا کُم کُمو موختو لوڑی ہیر ہوئے۔ ہنیسے شلوغ دوئے کا، توتے کار کا کوئے۔ نتیجہ ہیہ ہوئے کہ ای کما سالو اندرینی ہزارہا سالو ہتے تجربہ اوچے روایتی دانشمندی، کیاغ کہ شلوغان صورتہ محفوظ بیتی گیتی اوشوئے، مہ کہ نو پوشیرو تہ دی نو پوشیرو ہوئے۔ ہنیسین ٹیخیقان کارٹونار، وا واویو کُم کُمار نیزی اچی شلوغو میلسوتے انگیک تھے ہرونی اسقان نو۔ البتہ کھوار شلوغان نیویشی ہیتان ای حدہ پت محفوظ کیا ہانی گران دی نو۔

ہیہ مختصر مجموعہ ہیہ سلسلا اویلو غوزار۔ ہیہ مجموعا کھوشش کورونو بیتی شیر کہ مختلف قسمو شلوغان موژار کم از کم ای شلوغ شامل کورونو بار، تاکہ جامع کہ نو ہوئے دی، ہموتے نمائندہ مجموعہ ریکو بام۔ امید شیر کہ آیندہ کا شلوغان زیادہ جامع مجموعہ ترتیب دوئے۔

ای جو الفاظ کتابو اِملو بارا۔ کتابو نیویشیکار اچی متے ہیہ لُو احساس ہوئے کہ ہمو اِملو درست کوروم۔ ہیہ بچین اوہ کھوارو مشہور نیویشاکان ای کما کتابان رے ہمو سوم مقابلہ اریتام۔ ہیہ حیران بیکو بش حقیقت مہ پروشٹہ ہائے کہ نہ صرف ای نیویشاکو اِملا

ایوالیو سار مختلف بلکه ای کتابو موڑو تان مختلف ژاغا املا مختلف۔ اوه تان دونی ہیتان موژی پہاتیو ترجیح دیتی تان اِملو ہتے مطابقه کوری اسوم۔ ہیغار غیر کیه چاره نو اوشوئے۔ ہے سوم جسته دی کوره متضاد املا پسه غیچی ہانی ہتو پروف ریڈنگو غلطی جوشی معاف کورور۔

ہیه مجموعو چاپ کوریکو بچین ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی صائب بو قف دوغور چکیئتائے۔ ہیه بچین ہورو شکریو کورومان۔ جناب محمد یوسف شہزاد صائب مسودو لوڑی تان قیمتی رایو پرائے۔ ہورو دی بو شکریه۔

ہمی شلوغان موژار ایغو کھوارو ای لوٹ ادیب جناب مولا نگاہ صاحب نیویشی اسور۔ مولا نگاہو نیویشیرو کیوالی، ہوش کوراک تان ہوش کوئے، ہوش نو کورا کوتے لو دیکار کیه فایده۔۔۔

مشک انست که ببوید نه که عطار بگوید۔

کتابو تان ادارو انتظامو سوره چاپ کوریکو بچیں اوا نیشنیل بُک فاونڈیشنو منیجنگ ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر انعام الحق جاوید صائبو شکریو ادا کومان۔

ممتاز حسین

چرنو اویر، چھترار

کہانی ان کہانیوں کی

یہ چترالی بچوں کی کہانیاں ہیں جو روایتی طور پر گھروں میں بڑی بوڑھیاں راتوں کو سونے سے پہلے سناتی رہی ہیں۔ چترال پاکستان کے انتہائی شمال میں بلند و بالا پہاڑوں میں گھری ہوئی وادیوں پر مشتمل اک خوب صورت علاقہ ہے۔ ان وادیوں میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن کھوار اس سارے علاقے کی سب سے بڑی زبان ہے جو اس پورے علاقے میں بولی جاتی ہے۔ یہ نہ صرف چترال میں بولی جاتی ہے بل کہ گلگت بلتستان کے ضلع غذر کی بھی زبان یہی ہے۔ اس علاقے کی قدیم روایات بے شمار لوک گیتوں اور کہانیوں کی صورت میں محفوظ ہیں۔ خصوصاً کھوار کی لوک کہانیاں جو بچوں کو سنائی جاتی ہیں، بہت ہی دل چسپ اور معلومات سے بھرپور ہیں۔ یہ کہانیاں کثیر المقاصد نوعیت کی ہوتی ہیں۔ ایک طرف اگر ان سے بچوں کی تربیت مقصود ہوتی ہے تو دوسری طرف ان کے ذریعے آنے والی نسلوں کا گذشتہ نسلوں سے رابطہ برقرار رہتا ہے۔

کہانیاں معاشرے کے ہزارہا سالہ ریکارڈ کی حامل ہیں۔ ایک معاشرے کی لکھی ہوئی تاریخ لکھنے والوں کے رجحانات اور تعصبات سے آلودہ ہو سکتی ہے لیکن لوک کہانیوں کے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا کیوں کہ ان کا مصنف کوئی ایک یا چند افراد نہیں ہوتے بل کہ سارا معاشرہ اجتماعی طور پر ان کو پروان چڑھاتا ہے۔ ان

وجوہات کی بنیاد پر بچوں کی کہانیوں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

یہ کہانیاں صدیوں سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی آئی ہیں۔ ان کو کاغذ پر منتقل کرنے کی ضرورت پہلے اس لیے محسوس نہیں ہوئی کہ بڑی بوڑھیاں نئی نسل تک ان کہانیوں کے ابلاغ کا فریضہ بخوبی سرانجام دیتی رہی ہیں لیکن گذشتہ کچھ عرصے سے ابلاغ کے نئے ذرائع نے کہانی کی مجلسوں کو تقریباً ناپید کر دیا ہے اگر اب ان کہانیوں کو کاغذ پر منتقل نہ کیا گیا تو آئندہ نسلوں کو ان کی منتقلی ممکن نہ ہو گی۔

کہانیوں کا زیر نظر مجموعہ نہ تو مکمل ہے اور نہ وسیع؛ البتہ کوشش کی گئی ہے کہ اس مجموعے کو نمائندہ بنایا جائے۔ ان کہانیوں کو مختلف درجات میں تقسیم کر کے، ہر درجے سے کم از کم ایک کہانی شامل کی گئی ہے۔ مثلاً بہت چھوٹے بچوں کی کہانیاں، جانوروں کی کہانیاں وغیرہ۔ کوشش کی گئی ہے کہ ایسی کہانیاں شامل کی جائیں جن کا پس منظر مقامی ہو۔ فارسی کی روایتی طویل داستانوں سے ماخوذ کہانیوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ تاہم نمونے کے لیے اس قسم کی ایک نسبتاً مختصر کہانی بھی مجموعے میں شامل کی گئی ہے۔

اس کام کا محرک ایک حادثہ بنا۔ ہوا یوں کہ میں ایک حادثے کے نتیجے میں کوئی مہینہ بھر ہسپتال میں رہا۔ واپسی پر میرے بچوں نے جن کی عمریں تین سے دس سال کے درمیان تھیں؛ مجھے بتایا کہ انہوں نے عجیب کہانیاں سنی ہیں۔ معلوم ہوا کہ میری ایک رشتے دار خاتون ان دنوں ہمارے ہاں آئی تھیں۔ انہوں نے بچوں

کا دل بہلانے کے لیے راتوں کو انہیں کہانیاں سنائیں۔ بچوں کا ان کہانیوں میں اس قدر دل لگ گیا کہ کچھ عرصے کے لیے ٹی۔وی بھی ان سے چھوٹ گیا۔ اس واقعے کے بعد مجھے احساس ہو گیا کہ ہم اپنے کس قدر قیمتی اثاثے کو ضائع کرنے جا رہے ہیں۔

چنانچہ ان کہانیوں کو میں نے اپنے بچپن کی یادداشت اور اپنے بچوں کی مدد سے لکھا ہے۔ ایک کہانی کھوار کے صاحب طرز ادیب جناب مولا نگاہ نے میری فرمائش پر اپنے قلم سے لکھی جس کے لیے وہ خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اس مجموعے کی اشاعت کے لیے ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی صاحب نے بڑی دوڑ دھوپ کی۔ انہوں نے مختلف اداروں سے اس سلسلے میں رابطے کیے اور بالآخر نیشنل بک فاؤنڈیشن سے ان کو کامیابی ہوئی۔ جناب محمد یوسف شہزاد نے کھوار مسودے پر نظر ثانی کر کے اپنی قیمتی آرا سے نوازا۔

کتاب کی اشاعت کے لیے میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کے مینجنگ ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر انعام الحق جاوید صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ممتاز حسین
گاؤں چرنو اویر
چترال
فون: 0308-5746361
ای میل: mtazchitral@gmail.com

بوئیکو شلوغ

ای بوئیک بیرائے۔ ہسے ای انوس ݯوخہ نیشی شاوائے اویئاو استائے۔ ای شاوائے ہتوغو ہوستار نیسی بی ݯوخو موژو غیری بے داراک بیرو۔ بوئیک ڈووم ݯوخو موژو بیکو نو بیتی اف کوری ݯوخوتے راردو کہ "اے ݯوخ مہ شاوایو متے یئی تاراوے کی"۔

ݯوخ بوئیکوتے راردو کہ " اوا تانتے ہولولو بیتی بوردی چوکتو بوغاوا تہ شاوایو پھولوکو بچین کپ بیتی اچی یو گوما"۔

بوئیکو ݯوخوتے قہر گیتی پھار کوری انگاروتے راردو کہ "اے انگار ہیہ ݯوخو پالاوے کی"۔

انگار اچی کوری بوئیکوتے راردو کہ " اَوہ چھوچھو ساروزان نو پالے ݯاہ ݯوخو کیہ کومان"۔

انگار بوئیکو لوا نو بیکو، بوئیک اوغوتے راردو کہ "اے اوغ انگارو بوغاوے کی"۔

اوغ اچی کوری راردو کہ "اوا شابڑوکی گازو نو چوکی تہ بچین بی انگارو موژو غیروما"۔

بوئیک اوغو سار دی کیہ امید نو لے بی ریشُوتے راردو کہ"اے ریشو تو اوغو پیئے کی"۔

ریشو چھوچھی روپھی وے ہاسی استائے۔ خائے خالی خویانو کھیو اوغ پیئران۔ اچی کوری بوئیکوتے راردو کہ " اوا کورہ جوش نو لوسی تہ لوا وے ہاسیہ اوغو اف درے تان سورو ماریما"۔

ہیارہ دی کیہ راہ نو بیکو، بوئیک لکھی شپیرو نسہ بوغدو۔ بی ہتوغوتے راردو کہ " اے انو بپ ہے ریشوٗو ژیبیکی"۔

شپیر راردو کہ "اوا ہنیسے تھیسوم شالو دیتی تھول ویرکھالو ژوتی گومان۔ ہے دژخچ ریشوٗو سوم ایہہ گنیمانا"۔

بوئیک ہتیغار راہی کوری بایو غیرو نسہ بی راردو کہ "اے بایو غیر، تھوویکین دیتی شپیرو ماریکی"۔

بایو غیر راردو کہ "اوا ہنیسین آنوتے راہی بیتی اسوم، کورہ تونیشو ماری انگوم رے۔ تہ بچین نولالیو ویز ویشوان حرام شپیرو سوم اسراف کوما"۔

بوئیک ہنیسے خڑاووتے بوغدو۔ بی راردو کہ "اے خونزائیکی بایوغیرو تھوویکو تھسمان ژیبیکی"۔

خڑاو راردو کہ " اوا خستہ بَغیر روندوکان نو ژوتی تھوٗویکو کیرکان تھسمان کیہ کومان"۔

خڑاو دی لوٗو کار نو کوریکو بوئیک لکھی پوشیو نسہ بوغدو۔ بی راردو کہ "اے پوشی خڑاوو دوسیکی"۔

پوشی راردو کہ اوا ہنیسین گونجی چھوغ اوتی سو خومبوخو چھیران ژوتی جام اہتی بیتی ہاتام۔ خڑاوو کیہ کومان"۔

پوشی واوٗو بیرائے۔ بوئیک بی واوٗوتے راردو کہ "اے نان واو، تہ پوشی مہ لوا نو ہوئے ۔ ہورو گوزاوے کی"۔

واو قھری بیتی راردو که "پھار نیسییے۔ مه کوره غوش بویان۔ اَوه کوره جو پڙونو نو کوری ته بچین پوشی گوزیم نو"۔

ہیش کا بوئیکو لوو کار نو کوریکو ہتوغو کیه عقل نو توری گانوتے راردو که "اے گان، واوٗ پڙونان الوس کی"۔

ہرونیه گان دوہات نیسیرو۔ واوٗو پڙونان الیکو تاب بیکو، ہسے پوشیو گوزیئکو بچین پوشیوتے خشپ کاردو۔ پوشی خڑاوٗو کھوششه بیرو ۔ خڑاو بی تھوٗویکو تھسمانتے توریرو۔ بایوغیر تھوویکو پولتا چکئے شپیرو عمله بیرو۔ شاپیر بی ریشوٗوتے توریرو۔ ریشو ژان ترس بیتی جوشان پیٹھی بی اوغو چوکیرو۔ اوغ بی انگارو موژو غیری ہتوغو بوغیئکو تاب بیکو، انگار باول دیتی ءوختوتے پھار راہی کاردو۔ ہرونیه ءوخ اف کپ بیتی شاوایو پھولوکو یٹی گانی بوئیکوتے ایہه تاریرو۔ بویئک شاوایو لے خوشان بیتی پور اولوئی بوغدو۔

ای نوغه تاو درارو اوہتی نوغو پوروزیرو۔



چڑیا کا موتی

ایک چھوٹی سی چڑیا جھاڑی کی پھننگ پر بیٹھی موتی پرو رہی تھی۔ اچانک ایک موتی پھسل کر جھاڑی کے اندر گر گیا۔ چڑیا نے موتی کو نکالنے کی کوشش کی لیکن جھاڑی اتنی گھنی تھی کہ وہ اس کے اندر نہیں جا سکی۔ جب چڑیا کو اس کا موتی نہیں ملا تو اس نے جھاڑی سے درخواست کی کہ وہ اپنی ایک ٹہنی جھکا کر اس کا موتی ڈھونڈ کر لا دے۔

"واہ رے! گویا میں تمہارے چھوٹے سے موتی کی خاطر اپنی سیدھی ٹہنی ٹیڑھی کر دوں" جھاڑی نے کہا: ننھی چڑیا کو جھاڑی پر بڑا غصہ آیا۔ پاس ایک گھر میں آگ جل رہی تھی اور چمنی سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ چڑیا اُڑ کر چمنی پر جا بیٹھی اور آگ سے بولی "دیکھیے آگ جی! جھاڑی میرا موتی اٹھا کے نہیں دے رہی۔ ذرا اس کو جلا دے۔" "میں کیوں گیلی جھاڑیاں جلانے لگی۔ مجھے خشک لکڑیوں کی کوئی کمی ہے کیا؟" آگ نے کہا۔

پاس ہی چھوٹی سی نہر میں صاف ستھرا پانی بہہ رہا تھا۔ چڑیا نے پانی سے درخواست کی کہ وہ آگ کو بجھا دے۔ پانی نے کہا: "مگر میں تو صبح سویرے پھولوں کے باغ کو سیراب کرنے جا رہا ہوں۔ اب کیا میں پھولوں کو

چھوڑ کر آگ میں گھس جاؤں؟"

ادھر کھیت میں ایک بیل گھاس چر رہا تھا۔ چڑیا بیل سے بولی "بیل جی! یہ پانی میرا کہا نہیں مان رہا۔ ذرا اس کو پی لو۔ پھر دیکھتی ہوں، یہ کیسے پھولوں کے باغ تک جاتا ہے؟"

بیل نے کہا "میں تمہارے کہنے پر پانی تو پی لیتا لیکن میں رات بھر کا بھوکا ابھی ناشتہ کرنے نکلا ہوں۔ اب میں خالی پیٹ اتنا سارا پانی کیسے پی لوں؟"

اُدھر پہاڑی کی کھوہ میں ایک بھیڑیا دبکا بیٹھا تھا۔ چڑیا اڑ کر بھیڑیا کے پاس گئی اور بولی "پہاڑی بابا! یہ بیل میرا کہا نہیں مانتا تو ذرا اس کا ناشتہ تو کر، بڑا آیا ناشتہ کرنے والا؟"

"تمہارا غصہ اپنی جگہ" بھیڑیا بولا: "لیکن میں اس انتظار میں بیٹھا ہوں کہ گڈریا اپنی بھیڑیں چرانے کے لیے ادھر لے آئے۔ میں نے ایک موٹے تازے دنبے کو تاڑ رکھا ہے۔ اب میں تمہاری خاطر موٹے دنبے کو چھوڑ کر اس بیل کا سخت گوشت کھانے سے تو رہا۔"

اتنے میں ایک شکاری وہاں سے گزرا۔ توڑے دار بندوق کندھے پر اور کمر کے ساتھ کمر کیسہ [چمڑے کا تھیلہ جس میں بندوق کا گولہ بارود رکھا جاتا ہے] بندھا ہوا تھا۔ چڑیا شکاری کو دیکھ کر شور مچانے لگی "ارے ارے شکاری۔۔۔ وہ دیکھو! پہاڑی کی کھوہ میں بھیڑیا چھپا بیٹھا ہے، اسے گولی مار دو۔"

"چھوڑو بھی! بی چڑیا۔ میں اوپر پہاڑوں پر بڑے شکار (مارخور وغیرہ) کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ شکاری نے بے زاری سے کہا۔ "کمر کیسے میں تھوڑا سا گولہ بارود ہے۔ اسے کیوں حرام جانور پر ضائع کروں؟"

شکاری چلا گیا تو چڑیا چوہے کے پاس گئی اور بولی "ارے چوہے بھائی! ذرا اس شکاری کے کمر کیسے کو کتر کر اس میں سوراخ کر دے تاکہ اس کا گولہ بارود گر جائے پھر دیکھتے ہیں یہ کیسے بڑا شکار مار کر لاتا ہے؟"

"مگر میں تو ابھی باورچی خانے سے قسم قسم کی چیزیں کھا کر نکلا ہوں۔ اب اس خشک چمڑے کو کیوں کتروں؟" اتنے میں ایک بلی دبے پاؤں چلتی ہوئی وہاں سے گزری۔ چڑیا نے بلی کو پکارا: "ارے بی بلی! وہ رہا چوہا، لپک کر پکڑ لو۔" "میں نے تو ابھی دادی اماں کی کوٹھڑی میں گھس کر خوب دودھ ملائی اڑائی ہے۔ اب ذرا سونے جا رہی ہوں۔ ایسے میں کون چوہے کے پیچھے بھاگتا پھرے؟"

دادی اماں گھر کے صحن میں بیٹھی چرخہ کات رہی تھی۔ چڑیا نے پکارا: "دادی اماں! وہ دیکھو! بلی تمہارا دودھ پی کے نکلی ہے۔ ذرا پکڑ کر ایک دو دھول تو جما دے۔"

دادی اماں بولی "دودھ تو ضائع ہو گیا۔ اب کیا بلی کے پیچھے بھاگ کر وقت بھی ضائع کر دوں؟ اتنی دیر میں تھوڑا سا اون کیوں نہ کات لوں؟"

جب چڑیا ہر طرف سے مایوس ہو گئی تو اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دعا مانگی: "اے خدا! ان میں سے کسی نے میری مدد نہ کی۔ اب تو ہی میری مدد کر اور ہوا کو حکم دے کہ وہ دادی اماں کا اون اڑا لے جائے۔"

اتنے میں ہوا کا ایک زور کا جھونکا آیا اور لگا دادی اماں کے اون کے گالے اڑانے۔ دادی اماں بلی پکڑنے کو لپکیں۔ بلی چوہے کے پیچھے دوڑی۔ چوہا شکاری کا کمر کیسہ کترنے کو چلا۔ شکاری نے بندوق کا فلیتہ سلگا کر

بھیڑیے کو نشانے پر لیا۔ بھیڑیا بیل پر حملہ کرنے لگا۔ بیل بھی ناشتہ بھول کر پانی کی طرف چلا۔ نہر کا پانی رخ بدل کر آگ کی طرف بڑھا۔ آگ کے شعلے جھاڑی کی طرف لپکنے لگے۔ آخر جھاڑی نے اپنی ٹہنی جھکائی اور موتی اٹھا کر چڑیا کو دے دیا۔

چڑیا اپنا موتی پا کر بہت خوش ہوئی اور چہچہاتے ہوئے اڑ گئی۔



پایو شلوغ

ای پائے بیرائے۔ ہتوغو تروئےاژیلی بیرانی۔ ایغو نام بی بی ژوڑژوڑ ، ایغو نام خونځا ژوڑژوڑ وا ہتے ایغو تکو کوتیر بیرائے۔ پائے چھوچھی روپھی ادرخه بی ویزین بیکو پپه چھیر کوری، کوشکی جوش دیتی، سرونگه تیل کوری ہیتانتے انگیاک بیرائے۔ دواہته گیتی ہوئے دیاک بیرائے که "بی بی ژوڑژوڑ۔۔۔ خونځا ژوڑژوڑ۔۔۔ تکو کوتیر۔۔۔ مه پپه چھیر۔۔۔ مه کوشکی جوش۔۔۔ مه کاره اوغ۔۔۔ مه سرونگه تیل۔۔۔ اوا پسه نان۔۔۔ مه ایهه لاکور"۔ ہش ریکو اژیلی دواہتو ہوری ہتو ایهه لاکاک بیرانی۔

ای انوس پائے گیاوا شپیر کھوشت بیتی لوڑاو استائے۔ چھوچھی پائے اف نیسی بیکو شپیر گیرو۔

شالو بیله گیتی راردو که "بی بی ژوڑ ژوڑ۔۔۔ خونځا ژوڑژوڑ۔۔۔ تاکو کوتیر۔۔۔ مه پپا چھیر۔۔۔ مه کوشکی جوش۔۔۔ مه کاره اوغ۔۔۔ مه سرونگه تیل۔۔۔ اوا پسه نان۔۔۔ مه ایهه لاکور"۔

پایو اژیلی اف لڑینی که ای بوہتوناسو ژاندار دواہته اسور۔ ہتیت اف کوری راردو که "ته کار چونگ۔۔۔ ته روم گوژ گوژ۔۔۔ ته فروخ دیش دیش۔۔۔ تو اسپه نان نو۔۔۔ تو اسپه ژیبوس"۔

شپیر دواہتو غورزی چھینی ایہه اوتی بی بی ژوڑژوڑوچے خونځا ژوڑژوڑو نغلیرو۔ تکو کوتیر وشٹوری بی نغڑیانو بخی اوتی کھوشت بیرو۔ شپیر ہتوغو نو پوشی اَف نیسی بوغدو۔

ویزین بیکو پائے اچی گوئے که جو اژیلی نیکی۔ تکو کوتیرو سار بشار کوریکو ہسے راردو که ای دیش فروخو سوم کار چونگی ژاندار گیتی ہتیتان نغلی بغائے۔ پائے ہوش کاردو که یس شپیرو سار غیر ہیش کا نو بوئے۔

ہسے چت پت ٹھوشٹه پهیناک کوری گنی قاضیو نسه عرضی بوغدو۔ قاضی شپیرو مشکھی ہتوغو سار بشار گنیکو، شپیر منکر بیرو۔ قاضی پایوچے شاپیروتے راردو که ژویه بی وغ پی جم اشکما ٹیپ کوری گیور۔ اچی لش پایوتے راردو که تو اوغ مو پئے، خالی فروخو اوغو دیتی حال بوس۔

شپیر اوغو پی پی جام دول بیتی گیکو قاضی پایوتے چُمور سرونگ چکئے حکم کاردو کی دی ایغو دیور۔ پائے غوردومی بی شپیرو اشکمائی کوری دیکو اشکمه براق پهت بیرو۔ پایو اژیلی یک تازه نیسی پهارا دیرو۔ پائے ہتیتان اچه چکئے راہی کوری بوغدو۔ شپیر ہتیرا کیٹھئے کیٹھئے گاراٹ بیرو۔



بکری کے بچے

ایک تھی بکری۔ اس کے تین بچے تھے۔ ایک کا نام چیچو دوسرے کا میچو اور تیسرے کا کیچو تھا۔ بکری روز سویرے چرنے نکل جاتی اور شام کو تھنوں میں دودھ، کانوں میں پانی اور سینگوں میں تیل بھر کر واپس آتی۔ دروازے پر آ کے وہ یوں آواز دیتی: ارے چیچو! ارے میچو! ارے کیچو! میرے تھنوں میں دودھ؛ کانوں میں پانی؛ سینگوں میں تیل؛ میں ہوں تمہاری ماں؛ دروازہ کھولو۔ بچے یہ سن کر دروازہ کھولتے اور بکری اندر آجاتی۔ بچوں کو دودھ پلاتی، پانی سے ان کا منہ دھلاتی اور تیل ان کے سر میں لگاتی۔

ایک روز شام کے وقت بھیڑیا ادھر سے گذر رہا تھا اس نے یہ سب کچھ دیکھا اور سنا۔ اگلے روز بکری کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے بھیڑیا ادھر آنکلا۔ دروازے پر آکر اس نے آواز دی: ”ارے چیچو! ارے میچو! ارے کیچو! میرے تھنوں میں دودھ۔۔۔ میرے کانوں میں پانی۔۔۔ میری سینگوں میں تیل۔۔۔ میں تمہاری ماں۔۔۔ دروازہ کھولو۔“ بچوں کو آواز عجیب سی لگی۔ انہوں نے دروازے کی درز سے دیکھا کہ ان کی ماں کے بجائے ایک خوف ناک بھیڑیا کھڑا ہے۔ انہوں نے اندر سے جواب دیا: ”تیرے کھڑے کھڑے کان۔۔۔ تیری لمبی لمبی دم۔۔۔ تیرا بڑا بڑا منہ۔۔۔ تو نہیں ہماری ماں۔۔۔ تو ہمیں کھا جائے گا۔“

یہ سن کر بھیڑیا دروازہ توڑ کر اندر گھس گیا۔ چیچو اور میچو کو تو بھیڑیے نے فوراً نگل لیا لیکن کیچو جو بہت چھوٹی سی تھی، دروازے کے پیچھے چھپ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گئی۔

تھوڑی دیر میں بکری بھی آ گئی۔ اس نے آواز دی: "ارے چیچو! ارے میچو! ارے کیچو! میرے تھنوں میں دودھ؛ میرے کانوں میں پانی؛ میری سینگوں میں تیل؛ میں تمہاری ماں؛ دروازہ کھولو۔" دروازہ بڑی دیر سے کھلا۔ اندر گئی تو صرف کیچو نظر آئی۔ وہ خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ بکری نے پوچھا کہ چیچو میچو کہاں ہیں؟ "ایک کھڑے کانوں، لمبی دم اور بڑے منہ والا آیا تھا۔ ان دونوں کو نگل گیا۔" کیچو نے جواب دیا۔

بکری سمجھ گئی کہ یہ ظالم بھیڑیے کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ وہ روتی پیٹتی ہوئی نکلی اور قاضی کے پاس پہنچی۔ قاضی نے سارا ماجرا سنا اور بھیڑیے کو بلا بھیجا۔ بھیڑیا آیا تو قاضی نے اس سے پوچھا: "تو نے بکری کے بچے کیوں نگل لیے ہیں؟" بھیڑیا صاف منکر ہو گیا کہ اس نے کوئی بچہ وچہ نہیں نگلا ہے۔ قاضی کو پتہ تھا کہ بکری سچی ہے اور بھیڑیا جھوٹا۔ اس نے دونوں کو حکم دیا کہ وہ دریا سے خوب پیٹ بھر کر پانی پی آئیں۔ قاضی نے بھیڑیے کے آنے سے پہلے ہی بکری کو بتایا تھا کہ وہ پانی نہ پیے بلکہ منہ پانی میں ڈالے جھوٹ موٹ کھڑی رہے۔

دونوں دریا سے واپس آئے تو بھیڑیے کا پیٹ مشک کی طرح پھولا ہوا تھا اور وہ بڑی مشکل سے چل رہا

تھا جب کہ بکری خالی پیٹ اور ہلکی پھلکی تھی۔ اب قاضی نے حکم دیا کہ دونوں سینگوں سے لڑیں۔ بکری کے تیز نوکیلے سینگ تھے۔ بھیڑیے کے بھلے ہی کتنے تیز دانت ہوں، سینگ اس کے کہاں؟

لڑائی شروع ہوئی۔ بکری پیچھے ہٹی، پچھلی ٹانگوں پر اچھلی اور زور سے جو ٹکر ماری تو بھیڑیے کا پیٹ پھٹ گیا۔ دونوں بچے صحیح سلامت پیٹ سے نکل کر دور جا گرے۔ بکری قاضی کو دعائیں دیتی ہوئی بچوں کو لے کر اپنے گھر چلی گئی جب کہ ظالم بھیڑیا تڑپ تڑپ کر وہیں مر گیا۔



چوکو اژیلی

ای چوک بیرائے۔ چوک چنارو تھاغه بو مشقت بیتی ماڑ دیتی ایوکون درارو۔ ایوکونان غوردیئکو ہتیغار چھور اژیلی نیسیرو۔ چوک اژیلیان سوم سخت خوشان، دُنیئن ای۔ چھوئن ہیرہ ہیارہ بی گوغچاوتان انگیتی ہتیتان بوکو پیڅھاو، انوسو ماڑو بیله نیشی ہیتانتے وال باک بیرائے۔

ای انوس چوک ماڑو بیله نیشی اسیکه چنارو موڑین ژوو پھار نیسیرو۔ چوک ژیریان چِیویئک ہتو کارہ دیتی، ژوو ایہه کوری چوکوتے راردو که "چوک۔۔۔چوک۔۔۔ ته کما اژیلی"۔ چوک راردو که "اے چھیلوئے خدایو دیرو چھور"۔

ژوو راردو که " بمبارک بائے، ہیتانتے نام لکھی اسوسا نو"۔

رینکو چوک راردو که " ہائے چھیلوئے کورار گیتی۔ اَوہ نام لکھیکو کیه ہوش کومان"۔

ژوو راردو که "اَوہ ہیتانتے نام لکھوما"۔

چوک راردو که "چھیلویئے ہش که کوس تھےته مہربانی بوئے"۔

ژوو راردو که " اوا مُخه لوڑی نام لکھوم۔ ایغو متے یو پیڅھے"۔

چوک ای اژیلیو اف پیخھیکو ژوو ہتوغو اپکی پیخھی بوغدو۔

اوہتی انوس ژوو وا چنارو موڑا پیدا بیرو۔ ایہہ کوری چوکوتے راردو کہ "چوک۔۔۔ چوک۔۔۔ تہ کما اژیلی"۔

چوک راردو کہ " اے چھیلوئے چھور اوشونی۔ ایغو ویزین اَپکی پیخھیتاو۔ ہنیسے تروئے بہچی اسونی"۔

ژوو راردو کہ " ہیتانتے نام لکھی اسوسا نو"۔

ریکو چوک راردو کہ "نو لکھی اسوم"۔

ژوو راردو کہ "ایغو یو پیخھے لوڑی نام لکھوم"۔

چوک راردو کہ "اے بے ایمان، تہ نام تا سار خوروتے بہچار۔ تو ویزین مہ فان دیتی مہ اژیلیو اویوو۔ بوغے تا نام مہ کیہ حاجت نو"۔

ژوو راردو کہ "اے چوک، تو تن حداری مو شخخاوے، چناری پونگ لاکھوما یو پیخھوس"۔

چوک دونیرو کہ ژوو چناری پیڑینگین کی پرائے ماڑ نیشپوڑی اف دوئے۔ رے مجبور، کیانی کوئے ای اژیلیو خور اف پیخھیرو۔ ژوو ہتوغو دی دونہ چکیے بوغدو۔

داربتہ کشیپی گیتی چوکو نسہ نشیرو۔ کشیپی راردو کہ " چوک۔۔۔ چوک۔۔۔ تہ کما اژیلی"۔ چوک راردو کہ " چھور اوشونی۔ جوئین مہ چھیلوئے ژوو اویوئے"۔ ریکو کشیپی راردو کہ " اے کم عقل چوک تان اژیلیلان کو ژوو گوڑو ارو"۔ چوک راردو کہ " اویل ایغو نام لکھومان ریکو مہ ہوشہ گوغ ہیتی اف پیخھیتام۔ اوہتی انوس اف نو پیخھیکو چناری پونگ لاکھوم

رے مہ بوہتوو یئتائے۔

کشیپی راردو کہ "ژوو وا گیتی کہ چناری پیڑینگین دوم ریتائے، تو راوے کہ۔۔۔ دیت دیت تہ دولوک میہہ چھیور، دیت دیت تہ ثھاتور ڈیک چھیور"۔

اوہتی انوس ژوو اچی گیتی ایہہ کوری راردو کہ "چناری پونگ لکھوما، یو پیثھوس"۔

چوک یو کوری راردو کہ "دیت دیت تہ دولوک میہہ چھیور، دیت دیت تہ ثھاتور ڈیک چھیور"۔

ژوو حیران بیتی ایہہ کوری بشار کاردو کہ "اے چوک ہمیت تہ لو نو۔ متے صحیح لو دیت ہمی لوان کا تہ چھیچھیئتائے"۔

چوک راردو کہ "مہ چھیلوئے کشیپی"۔

ژوو، چھیلوئے تو کوروم رے، راہی کوری بیابانہ بی بیردوؤ غون بیتی راست بیرو۔ کشیپی پہار نیسی لڑیر کہ یرا ژوو بہتی اسور۔ ای جو چف دوم رے بی تو ٹیکہ نیشیکو، ژوو مہمیز کوری کشیپیو ڈپ دوسی اپکہ کوری پہار راہی کاردو۔

پہارو بیکو پڑالان ژوؤو پوشی قوژد کاردو کہ "ژوو کشیپو دوسی پہار الایئے۔۔۔"۔

کشیپی ژووتے راردو کہ "تو ہیتانتے راوے کہ ژوو تانتے کشیپی دوسیرو، وَہ پڑالو کیہ بغائے"۔

ژوو ہش ریمان رے اپکو ہوریکو کشیپی پور کوری اولوئے بوغدو۔

اُلو کے بچے

ایک تھا اُلو۔ ایک تو وہ اُلو تھا اوپر سے بہت ہی اُلو تھا یعنی چھوٹا سا، احمق سا، پہاڑی اُلو، جسے یہاں کی زبان میں "چوک" کہتے ہیں۔ گرمیوں کا موسم شروع ہوتے ہی اُلو نے بڑی محنت سے تنکا تنکا جمع کر کے چنار کے بلند و بالا درخت کی شاخ پر اپنا گھونسلا بنایا، انڈے دیے اور ان کو سینے لگا۔ کئی دن کی محنت کے بعد آخر کار انڈوں سے چار بچے نکل آئے۔ بچے بہت ہی گول مٹول اور ننھے منے تھے۔ جب اُلو خود اتنا چھوٹا ہو تو اس کے بچے کتنے چھوٹے ہوں گے اس کا اندازہ تم خود لگالو۔ اُلو بچوں کو دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ رات بھر ادھر اُدھر سے کیڑے مکوڑے شکار کر کے لاتا اور ان کو کھلاتا۔۔۔ شکار دن کے بجائے رات کو اس لیے کرتا کیونکہ اُلو دن کو سوتا اور رات کو خوراک کی تلاش میں نکلتا ہے۔۔۔ اُلو جو ہوا۔

ایک دن اُلو گھونسلے کے پاس شاخ پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ اتنے میں لومڑی وہاں سے گزری۔ اُلو کے بچوں کی چوں چوں سن کر اُوپر دیکھا۔ اُلو کو بچوں کی پیدائش کی مبارک باد دی۔ پوچھا: "ارے اُلو تیرے کتنے بچے؟"

۔۔۔ "اللہ رکھے کل چار ہیں۔" اُلو نے جواب دیا۔ لومڑی نے پوچھا کہ بچوں کے نام رکھے ہیں کہ نہیں؟ اُلو بولا: "دیکھیے بی لومڑی۔ میں سیدھا سادا بندہ، مجھے نام رکھنا بھلا کہاں آتا ہے؟ ویسے بھی اُلو کے بچوں کا کیا نام

رکھنا؟ انہیں بڑے ہو کر کون سا اپنا اور ماں باپ کا نام روشن کرنا ہے۔ آخر کار اُلو ہی تو بننا ہے۔"

"نہیں یہ غلط بات ہے۔" لومڑی نے کہا: "ہر بچے کا نام رکھنا ضروری ہے، چاہے وہ اُلو کا بچہ ہی کیوں نہ ہو؟ اگر تمہیں نام رکھنا نہیں آتا تو کیا ہوا؟ میں ہوں نا؟ میری یہ ہوشیاری آخر کس دن کام آئے گی؟" اُلو یہ سن کر بڑا خوش ہوا اور لومڑی کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ لومڑی نے کہا: "اس میں شکریے کی کیا بات ہے؟ یہ تو میرا فرض بنتا ہے۔ ویسے میں نام بچے کی شکل دیکھ کر اس کے مطابق رکھتی ہوں۔ ایک بچہ نیچے پھینک دو تو شکل دیکھ کر نام رکھ دوں۔"

اُلو کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا؟ فوراً ایک بچہ نیچے پھینک دیا۔ لومڑی نے بچے کو نوالہ بنایا اور آگے بڑھی۔

اگلے دن لومڑی پھر وہاں سے گزری۔ اُلو کو دیکھ کر آواز لگائی: "ارے اُلو! تیرے کتنے بچے؟"

"کل چار تھے۔ ایک تم کھا گئی، اب تین رہ گئے ہیں"

"ان کے نام رکھے ہیں کہ نہیں؟"

"نہیں رکھے اور نہ رکھنا چاہتا ہوں۔ تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"

"بچہ نیچے پھینکتے ہو یا چنار کے تنے پر لات ماروں؟"

اُلو نے سوچا: "یہ کم بخت تنے پر لات مار دے تو سارے بچے گر جائیں گے۔" مجبوراً ایک اور بچہ نیچے پھینک دیا۔

تھوڑی دیر بعد کوا اُڑتا ہوا آیا اور اُلو کے پاس درخت پر بیٹھ گیا۔ پوچھا: "ارے اُلو! تیرے کتنے بچے؟"

"کل چار تھے۔ دو بی لومڑی نے کھا لیے۔ اب دو ہی رہ گئے ہیں۔"

"ابے او احمق! تو نے اپنے بچے اسے کیوں دے دیے؟" کوے نے حیرت سے پوچھا۔

اُلو نے جواب دیا: "ایک بچے کو تو اس نے نام رکھنے کے بہانے نیچے پھینکنے کو کہا۔ دوسری دفعہ اس کی بات نہیں مانی تو اس نے چنار کے تنے پر لات مار کر گھونسلا گرانے کی دھمکی دی۔ مجھے مجبوراً ایک اور بچہ پھینکنا پڑا۔"

"تم تو اُلو کے اُلو ہی رہے۔" کوے نے کہا: "بھلا لومڑی کی بات پر بھی کوئی اعتبار کرتا ہے؟ اور لومڑی کو دیکھو اور چنار کے تنے پر لات مارنے کو دیکھو۔ آئندہ وہ لات مارنے کی بات کرے تو کہو کہ۔۔۔۔مار تیری ہی ٹانگ ٹوٹے گی اور مار، تیری ہی کمر ٹوٹے گی۔"

اگلے روز لومڑی پھر آنکلی۔ اُوپر دیکھ کر پکاری: "بچہ پھینکتے ہو یا لات ماروں۔"

"مار مار، تیری ہی ٹانگ ٹوٹے گی اور مار، تیری ہی کمر ٹوٹے گی۔" اُلو چیخنے لگا۔

"یہ تیری بات نہیں کسی اور کی ہے۔ سچ بتا! تجھے یہ سب کس نے سکھایا؟"

"میرے چاچا کوے نے اور کون بتا سکتا ہے؟" اُلو نے فخر سے جواب دیا۔

"دیکھ لوں گی تیرے چاچا کو بھی؟" یہ بڑبڑاتے ہوئے لومڑی وہاں سے چل دی۔

لومڑی وہاں سے چل کر ایک ویرانے میں جا پہنچی۔ وہاں جا کر وہ جھوٹ موٹ مردہ بن کر لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد کوا اُڑتا ہوا اُوپر سے گزرا۔ دیکھا کہ لومڑی مری پڑی ہے۔ سوچا ایک دو ٹھونگیں مارتا چلوں۔ کوا نیچے آیا اور لومڑی کے اُوپر بیٹھ گیا۔ لومڑی اسی انتظار میں تھی۔ پلٹ کر اسے منہ میں دبایا اور چل دی۔

آگے لڑکے بکریاں چرا رہے تھے۔ وہ لومڑی کو دیکھ کر شور مچانے لگے: "وہ دیکھو لومڑی کوے کو منہ میں دبائے جا رہی ہے۔"

کوے نے منہ کے اندر سے لومڑی کو پکارا: "بی لومڑی! تم ان کو جواب کیوں نہیں دیتی کہ لومڑی نے اپنے لیے کوا پکڑا تم لفنگوں کا اس میں کیا گیا؟"

لومڑی نے بے خیالی میں ایسا کہنے کے لیے منہ کھولا تو کوا پھُر سے اڑ گیا اور لومڑی منہ دیکھتے رہ گئی۔



ٹِس اور پاٹِس

ایک تھا ٹس، ایک تھی پاٹس۔ دونوں بھائی بہن تھے۔ دونوں چھوٹے چھوٹے قد کے شریر بچے تھے۔ ان کی دادی ماں مویشیوں کو لے کر گرمیوں کے آغاز میں اُوپر گرمائی چراگاہ جا چکی تھی۔ وہ دونوں بھی دادی کے پاس پہاڑوں پر جانے کے لیے دن گن رہے تھے۔ آخر ایک دن ان کی روانگی کا وقت آ ہی گیا۔ وہ بڑے خوش تھے کہ دادی انہیں خوب دودھ گھی کھلائے گی اور وہ پہاڑوں پر خوب گھومیں پھریں گے۔

صبح گھر سے نکل کر وہ پہاڑی راستے پر چڑھنے لگے تو لومڑی انہیں ملی۔ لومڑی نے چھوٹے بچوں کو دیکھا تو بولی: ”میں تمہیں کھا جاؤں گی۔“

”ابھی ہم دبلے ہیں۔ انہوں نے کہا:“ ہم دادی اماں کے پاس جا رہے ہیں۔ وہاں گھی پنیر کھا کر موٹے تازے ہو جائیں گے تو واپسی پر ہمیں کھا لینا۔“

لومڑی سے بچ کر وہ دونوں آگے چلے۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ بھیڑیے سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ”میں تم دونوں کو کھا جاؤں گا۔“ بھیڑیا غرایا۔

”ہم پہاڑ پر دادی اماں کے پاس جا رہے ہیں۔“ انہوں نے کہا: ”وہاں گھی پنیر کھا کر موٹے ہو جائیں تو واپسی پر

ہمیں کھالینا۔"

اسی طرح آگے ریچھ ملا، پھر چیتا اور آخر میں شیر سے سامنا ہوا۔ سب جان وروں نے انہیں کھالینے کا ارادہ کیا لیکن دونوں بہانہ بنا کر ان سے بچ نکلنے میں کام یاب ہو گئے۔

شام کو دونوں جنگلی جان وروں سے بچتے بچاتے دادی اماں کے پاس پہنچ گئے۔ دادی نے پوتوں کی بلائیں لیں اور ان کے لیے قسم قسم کے کھانے پکائے لیکن بچے کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ دادی بڑی پریشان ہوئی۔ سمجھی کہ بچے بیمار ہو گئے۔ ٹوٹکے آزمائے اور جڑی بوٹیوں کی دھونی دی لیکن بچوں کے منہ سے نوالہ کسی طرح سے نہیں اترا۔ دادی نے جب بہت اصرار کیا تو آخر کار بچوں نے بتایا کہ کیسے کیسے جانور انہیں کھانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں ایسے میں وہ کیسے کھائیں؟ دادی نے ان کو تسلی دی کہ ان کے ہوتے ہوئے جانور اُن کو کھانا تو دور کی بات ہے ان کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتے۔ اس بات کے بعد بچوں کی پریشانی ختم ہوئی اور وہ مزے اُڑانے لگے۔

گرمیوں کے دن گزرتے گئے۔ خزاں کا موسم قریب آتا گیا۔ آخر ایک دن انہوں نے دیکھا پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف کی سفیدی نمودار ہونے لگی۔ دادی اماں نے واپسی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جب روانگی کا وقت آیا تو اس نے دونوں بچوں کو ایک بڑے مٹکے میں بٹھایا اور مٹکا سر پر رکھ کر روانہ ہو گئی۔ وہ تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ شیر نے اس کا راستہ روکا۔ شیر غرایا: "اے بڑھیا! ٹس اور پاٹس کدھر ہیں؟"

"میں کسی ٹس پاٹس کو نہیں جانتی۔" دادی بھی جواب میں غرائی:

"بومه پیخھے" -

" بومو قندرق چھینیر" -

ہش رے واو قارقوڑاقو نسین نیسیرو۔

یو رو گیکو شیر تیار استائے۔ ہسے دی واؤو سار ٹیخ اوچے پاٹیخو بشارو کاردو۔ واو ہاش تان میتاری شوتو صفتان کوری نسین نسیرو۔ موژی گیکو پردوم، شپیر، ژوو سف تان تان ژاغین وال گنی استانی۔ واو ہتیتان سفان ٹیر دیتی نسین نیساو نوویسگِنیان تازه تھمدرست گنی ڈُورا توریرو۔

دورا توری واو پاٹیخوتے راردو که تو شخ خوپی انگیے، ٹیخوتے تو دار خوپی انگیے۔ ٹیخ ادرخه بی درونو موڑو یئی نیشپیڑیکو ہتیره بخ چھیردو۔ بخو پھار یئی کوریکو دواہت نیسیرو۔ دواہته پھار اوتیر که ختان، ختانی کش۔ کشو بیلو اچی کوئے که ہتیرا ٹیپ چمبور کِٹوری۔ ٹیخ بی پاٹیخو دی گنی انگیرو۔ ہتیت بی کشو اوتی چمبور کِٹوریان ژیبیک شروغ کاردو۔

ہے کش گور واؤو بیرائے۔ ہرونیه گور واو بربیار یئی اوتیرو۔ ہسے شومه یئی اوتیکو کش ہتوتے پھوناک بیرائے۔ ہنون کش نو پھونیرو۔ گور واو کشو ہسے وشکی گیرو ہیه وشکی گیرو، چھوه پھوه کاردو۔ کشوتے کھوشیرو۔ مگم کش پٹ نو کاردو۔ گور واو وارخطا بیتی راہی کوری ژووتے بوغدو۔ واو ژووتے راردو که "اے چھیلوئے متے کیه تونجی گیتی شیر۔ ہنون مه کش نو پھونیتائے۔ تو کیه وزیری کورے"۔ ژوو راردو که "تو پھار بی مولوتے اوغ لکھی کیرکان کیچاوے، اوا پھار گیتی کیه چال کوم"۔ گور واو دُوره گیتی مولوتے اوغ لکھی کیرکان کیچیئرو بیرائے۔ اوغ لوچھاو استائے۔ گور واو پھیران کڑو پونیشی انگار کوراو استائے۔ ہرونیه کشو [illegible]

اوشرتوخیرو۔ گور واو ٹوک زران بیتی ایہہ روپھومان رے چِدینی دیرو۔ چِدینا ٹیپ لوچھاوا اوغ پھوروڑی قونان سوم ای بیتی گور واؤو ٹیکہ بوغدو۔ ژوو گوئے کہ واو پوچی کروچ بیتی پیھران لشٹی پیچِھی شیر۔ ژوو پھوک کیرکانار چوچِھی، واؤو کاران دی پھوری چھینی چکھیئے، اف نیسی بوغدو۔

ہتے سوم ٹیخ اوچے پاٹیخ انوسی گیاو کشو اوتی ذخیران ژیبیکہ دیرو۔ ایوالی کشو اوتی ژیباوا، ایوالی بیری وال باک بیرائے۔ ای انوس پاٹیخ بیری لوڑاو استائے۔ ٹیخ اف کوری بشار کاردو کہ کا کورہ گونیان تھے نو۔ ہرونیہ پاٹیخ گیتی راردو کہ "بیابانو پونگہ ٹونگ ٹانگ نیسائے"۔ اچی اف نیسی گیتی رازدو کہ "بیابانو وارزہ ہائے"۔ اچی بی گیتی راردو کہ "شڑموان کھارہ ہائے"۔ اچی دواہتو بیلہ بی دے اچی گیتی راردو کہ "اوہ ہیا ہائے"۔ رے بی ژوپ کوری ٹیخو نسو کشو غیری کشو بیلو دیرو۔ ہرونیہ بوم دیتی زراقھیرو۔ افارا گور واؤو برار کنو نہنگ یئی اوتیرو۔ دوری اوتی لڑیر کہ ہتو اسپوسار دار کوری پھیران لشٹی پیخھی شیر۔ کنو نہنگ دوری مشکھی خور کیاغ نو لے، ہتے کشو موژی شیمینی درے باریئے راہی کاردو۔

پونہ بی ای چارو ٹیکہ کنو نہنگ ابدست چھینیکو نیشیرو۔ ہے موژی ٹیخو وا اوشتروخارو گیرو۔ ہسے بو داریرو مگم نو بیتی دوڑ اوشتروخیکو، پھار کنونہنگ زران بیتی ایہہ روپھومان رے پونگ اوشوپھی بی چارو گوچو دیتی مردار بیتی بوغدو۔

ٹیخ اوچے پاٹیخ خلاص بیتی تان دورو تے بوغدو۔



ٹیخ اوچے پاٹیخ

ای ٹیخ بیرائے ای پاٹیخ۔ ٹییخ برار بیرائے پاٹیخ اسپوسار۔ بوسون بیکو ہتیتان واو غاری بوغدو۔ ای کما بس اچه نویسگینی دی دھون شِپھینکان ژیبوسی رے واؤو نسوتے راہی کاردو۔

دُورار نیسی بی ادرخه چوکیکو ژوو تیتان رویه دیرو۔ دیتی راردو که "پسه ژیبوم"۔

ہتیت راردو که "اسپه غاریتو تان واؤو نستو بیسیان۔ دھون شِپھینکان ژوتی تھول بیتی که ہاتم، تھے اسپه ژیبے"۔

ایھه رو بیکو شَپیریئی نیسیرو۔ ہیتان پوشی راردو که "پسه ژیبوم"۔

ٹیخ پاٹیخ راردو که "غاریتو واؤو نستو بیسیان۔ دھون شِپھینکان ژوتی تھول بیتی که ہاتم تھے اسپه ژیبے"۔

پھوک توری بیکو پردوم گیتی پروشٹه دیرو۔ ہسے دی ہتیتان ژیبیکوتے دم کاردوو۔ ٹیخ اوچے پاٹیخ ہتوغو دی، اچی که ہاتام اسپه ژیبے رے، فان دیتی نسین نیسیرو۔ توری رو بی ہتیت شیرو روئتو دیو۔ ایھه رو بیکو قارقوژاق ہتیتانتے وال گنیرو بیرائے۔ ہتیتان سفان فندا فندی کوری ہش بیتی ٹیخ اوچے پاٹیخ ژانو سوم بیتی اخیر بی واؤو شاله توریرو۔

نویسگِنیان پوشی واؤو غیچ روشت بیتی پھیرنه پھیری کاردو۔ دھون شِپھینکان انگیتی

پروشٹه

ڈوک کاردو مگم ٹیغ اوچے پاٹیغ کوئی نو لوڑیرو۔ واو، مه نویسگنیانتے کیه عالم ہوئے، ہمیت گان غیری ہونیا کیاغ رے، ہتیتانتے کھوشیرو۔ میتان کیاغ چھمیئرانا رے شوتوغ کوری ہتیتان پیئرو، مگم ہتیتان کیھوتے ایک ہورین نو بیرو۔ واؤو ہیش کیه عقل نو توری، دی پستے کیه فاقیه ہوئے ریکو، تھے ہتیت راردو که "اسپه شپیک کھیو اف بیران، ہمونی ژانداریا اسپتے چق بیتی اسونی۔ واو راردو که "ائے مه بلبلان پسه واو اسیکه ہزار ژاندار دی پسه وشکی لوڑیکو نو بونی۔ بے غم بیتی ژیبور اچی بوغاوا اوا تان پسه گنی بیم"۔

شورو غاری خومیکو وخت بیکو واو نویسگنیان یئی گنی لوٹ غوریرو نیشئے غوریرو کپاله دیتی راہی کاردو۔

اویلو بیچانه قارقوڑاق وال گنیرو بیرائے۔ راردو که "اے واو ٹیغ اوچے پاٹیغ کوئی بغانی"۔

واو راردو که "ٹیغ پاٹیغان نو ژنیم، ٹیمو ٹخان نو ژنیم، بریمو برخان نو ژنیم۔ پھار نیسے متے پونو لاکے"۔

قارقوڑاق راردو که"اے واو ته غوریرو کیاغ شیر"۔

وار راردو که "میتاری شوت شیر"۔

قارقوڑاق راردو که"پھانه پیئخھے"۔

واو راردو که "پھانو کوش کوئے"۔

"بوہرته پیئخھے"۔

"بوہرتو پھت کوئے"۔

"تیرے مٹکے میں کیا ہے؟"

"بادشاہی شوت[1] ہے۔"

"تھوڑا سا ہتھیلی پر رکھ دے۔"

"ہتھیلی جل جائے گی۔"

"پتھر پر رکھ دے۔"

"پتھر کو پھاڑ دے گی۔"

"زمین پر ڈال دے۔"

"زمیں دھنس جائے گی۔" یہ کہہ کر دادی آگے بڑھی۔

آگے تھوڑی دور چیتا کھڑا تھا۔ وہ بولا: "ٹس اور پاٹس کہاں ہیں؟"

"میں کسی ٹس پاٹس کو نہیں جانتی۔"

"پھر تیرے مٹکے میں کیا ہے؟"

"بادشاہی شوت ہے۔"

"ہاتھ پر رکھ دے۔"

۱۔ شوت: کھٹائی، جو لسی کو اُبال کر بنایا جاتا ہے اور کہانیوں میں [illegible]

"ہاتھ جل جائے گا۔"

"پتھر پر رکھ دے۔"

"پتھر پھٹ جائے گا"

"زمین پر ڈال دے۔"

"زمین دھنس جائے گی۔"

یہ کہہ کر دادی نے چیتے سے بھی جان چھڑا لی۔ اسی طرح آگے بھیڑیا، ریچھ اور لومڑی بھی اپنی اپنی جگہ انتظار میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے دادی اماں سے وہی سوالات کیے اور دادی نے ایسے ہی جوابات پر انہیں بھی ٹرخا دیا۔ اس طرح دادی ٹس اور پاٹس کو صحیح سلامت لے کر گھر پہنچ گئی۔

گھر پہنچے تو سب کو بھوک لگی تھی۔ دادی نے ٹس سے قریب کے جنگل سے لکڑیاں لانے کو کہا اور پاٹس سے کھیت سے سبزی لانے کو۔ ٹس نے جنگل پہنچ کر ایک خشک جھاڑی کو اکھاڑنا چاہا۔ جھاڑی کی جڑیں بہت مضبوط تھیں اور ٹس کو بہت زور لگانا پڑا۔ آخر بڑی مشکل سے جھاڑی اکھڑ گئی تو اس کے نیچے زمین میں سوراخ نظر آیا۔ ٹس نے سوراخ سے مٹی ہٹا کر اسے بڑا کیا تو دیکھا کہ یہ ایک دروازہ ہے۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گھر ہے جس میں چند برتنوں اور ایک بہت بڑے صندوق کے علاوہ کچھ نہیں۔ صندوق کا ڈھکن اُوپر اُٹھایا۔ اس میں خشک میوے جیسے: اخروٹ، خشک خوبانی، خشک توت وغیرہ بھرے

ہتے موش راردو کہ " ائے حیوانان! ہسے پسہ ژور اوشویا۔ ہسے کیہ زمانہ اوشوئے۔ باچھ
ہتوغو لے التی ہالئے اسیتائے۔ چموٹکیر بیکو تان ژاؤوتے پرائے۔ ہنیسے ہسے خونځا بیتی
نوغورہ اسور۔ ہمونیہ پت چھانان موژی کیہ کویان"۔

لک او چے پک بیرموغان چھانی دورا گیتی، بیرموغان ڈاخیئے شوشپ کاردو۔ شوشپ
ویشکوو دیتی لک باریئی، پکو اچی چکئے ژورو پوشاو راہی کاردو۔

باچھو نو غورہ توریکو خونځوتے لو دیرو کہ تہ نان تت گیتی اسونی۔ خونځا پروشٹ گیتی
ہتیتان سوم چوکی کیڑیرو۔ التی ہتیتان شیشہ محلی خَمیئرو۔ ادرس اوچے کمخوابِ چالایان
ہیتان انجیئے، بساطان سورہ تیتان نیشیئرو۔ ہتیتان کارہ نو شپرو نعمتان انگیتی پروشٹ
لکھیرو۔ مگم لک او چے پکو موخہ ژینگی نو گیرو۔ ہتیتان لوق کوٹو یادی گیتی شیشہ محل
تیتانتے زیدان سریئرو۔ ای کما بسہ تان ژوروتے راردو کہ اسپہ بیسیان۔ ژور بو چوکیرو کہ م
نسہ حال بور۔ پستے ہیش کیہ تکلیف نو بوئے، مگم ہیتان ژانوتے ضرور بیتی، پیچھی تان
دوروتے راہی کاردو۔

باچھا توخمیرانگینی بینیان رے خبار بیتی، حکم دیرو کی کہ "ہیتان نوغوری کساور
کھیو کہ خوشیئتانی ہیتانتے اوسیل کورور"۔

باچھو اسقال لک اوچے پکو دروستی نوغوری کسیئرو۔ اویل ہتیتان چلایان ختانہ الدو
ہتیئے لوڑی ہیش کیاغ ہتیتانتے پون نو دیرو۔ لک ای جزیر ﷲ شوقو پوشی راردو کہ بیہ
کیاغ"۔ اسقال راردو کہ "بیہ کھُل نو پاک شوقہ"۔ لک ہتو گنیرو۔ اچی اسقال ہتیتان توشہ

خانا الدو۔ توشه خانئی ای پھوک ٹونجو پوشی، پک، ہیه کیاغ رے بشارو کاردو۔ اسقال راردو که "ہیه ٹونجو دھونو که یئی نیزاو انگین ہوئے، کیه وخت دی کھُل نو بوئے"۔ پک چھیو بیتی ہتو گنیرو۔ ہتیغار گنی ہتیتان میوان ختانه الدو۔ ہتئے کوسی کوسی ای خربوزو پوشی حیران بیتی راردو که ہیه کیاغ۔ اسقال راردو که "ہیه گوردوغو ایوکون"۔ لک رادو که "ہمو گنیسی کھاینارو که نیسائے اسپتے گوردوغ بوئے"۔ ہتوغو شوقو اوانه دیتی بوخچه کاردو۔ ہتیغار تیتان گنی باچھو شالدینه الدو۔ مالان موڑی کوسی کوسی ای ژاغا بینی که ای ژوغ کیڑی کھوپی کھوپی اپاکین اوغ گویان۔ پک بشار کاردو که ہیه کیاغ۔ اسقال راردو که "ہیه بو تھول بیتی اندرینه تیل ٹیپ، اپکین گویان"۔ ریکو پک ہتوغو گنیرو۔

ہمی دولتان گنی لک اوچے پک راہی کاردو۔ ای ژاغا ٹھینگین پون بیرائے۔ بوغاوا لک اوشوپھی ٹھور بیرو۔ ٹھور بیکو شوقو بوخچاری خربوزه نیسی ڈیل دیرو۔ اف رو بی خربوزه بوہرته دیتی پھت بیرو۔ بوہرتو موڑتو غوڑی استائے۔ غوڑی نیسی دے بیکو پک راردو که "ہائے لک! اف لورے که، اسپه کھاینارو نیسی بغائے" ریکو لک غوڑیو اچه تھمامو ژاغا پت دیرو۔ دوسیکو نو بیتی بو داغی کاردو که اسپه کھاینارو ایوکونو موژار نیسی کوئی غیری بغائے۔

ای ژاغه بینی که ای چھوچھو کان لینجو دی نیسی ژینگ بیتی روپھی شیر۔ پک راردو که "ہائے لک! ہیه ناچارو کیچه اوشاک کویان نو"۔ لک راردو که "دی کیاغ اسے پک۔ اوا که شوقو ہمو انجیئم کیچه بوئے"۔ پک رادو که "ہائے لک ہش که کوس تھے ثوابی بوئے"۔ لک شوقو نیژی کانو پوردوئے راہی کاردو۔

روانہ ہوا۔

صندوق بہت بھاری تھا۔ پہاڑی راستے پر جاتے ہوئے دیو تھک گیا اور ایک جگہ صندوق رکھ کر ستانے کے لیے ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ گیا۔ یہ پتھر ایک گہری کھائی کے کنارے پر تھا۔ دیو ابھی بیٹھا ہی تھا کہ صندوق کے اندر ٹس کو پھر سے چھینک آ گئی۔ اس نے روکنے کی کوشش کی لیکن چھینک اتنے زور سے نکلی کہ دیو گھبرا کر اٹھ گیا۔ اس دوران اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ لڑھکتا ہوا کھائی میں جا گرا اور مر گیا۔

ٹس اور پاٹس صندوق سے نکلے اور صحیح سلامت دادی اماں کے پاس پہنچ گئے۔



لک اوچے پک

ای لک بیرائے ای پک۔ لک موش بیرائے پک بوک۔ کھاڑ ڈینگ سادہ اقمق ایغوتے توریرو بیرانی۔ لکو چے پکو اژیلی نامیئے ای دِیوش ژور بیرائے۔ دیہار نیشی تھمامو دودیری ہتیتان بیرموغ کان شیرائے۔ شورو وخت بیرائے، ای انوس ہتیت ژورو دی گنی بیرموغ چھاناو بوغدو۔ ہتیرا بی لک اوسی بیرموغو چھانیرو، پک موڑو خو پیرو۔ ژورو پھارو التی بیرموغ چھانان موڑی پوریٹرو۔ بیرموغان چھانی، خوپی، لک ویشکوا کوری باریرو۔ بہچیران پک مڑاغ کوری کپالہ دیرو۔ بیرموغان سوم اَفسی بیتی ہیت ژورو روخثیرو۔ ہتے سوم دُورہ بی دی ژور ہیتان یادی نو گیرو۔

کندوری سال اچہ لک اوچے پک شورو بیرموغ چھینیا اچی ہتے ژاغا بوغدو۔ ہتیرا بیرموغان خوپاوا پک راردو کہ "ہائے لک! اسپہ ای ژور نو اسیتایا"۔

پک یو کوری راردو کہ "ائے پک دی کیاغ، سے کیانی ہوئے نو"۔

ہاش رے ہیت بیرموغ چھانان پھاریئی کوری مشکھیک شروغ کاردو۔

پھارار ای موش یئی نیسی بشار کاردو کہ کیاغ مشکھیمیان۔ ہیت راردو کہ "ای زمانا بیرموغ چھاناوا ژورو ہیا چھانان موڑی پورئے اسیتام۔ ہتوغو مشکھیسیان"۔

پڑے تھے۔ اس نے اپنی زندگی میں اتنے سارے میوے ایک ساتھ نہیں دیکھے تھے۔ بھوکا تو وہ تھا ہی صندوق میں گھس کر ڈھکن بند کیا اور جی بھر کر میوے کھائے۔ خوب سیر ہو کر وہ گھر آیا اور مکان کے بارے میں اپنی بہن کو بتایا۔ اگلے دن وہ دونوں وہاں گئے اور دیر تک باری باری صندوق میں گھس کر میوے کھاتے رہے۔ ایک صندوق میں گھس جاتا تو دوسرا باہر پہرا دیتا کہ کہیں کوئی آ ہی نہ جائے۔

ایک دن بہن صندوق میں گھسی ہوئی تھی اور بھائی باہر پہرا دے رہا تھا۔ اتنے میں بھائی نے پکارا: "میدان کے اُس سرے پر گرد اڑ رہی ہے۔" تھوڑی دیر بعد آواز دی: "میدان کے بیچ میں آگیا ہے۔" ---- "اب وہ میدان کے اس سرے تک آگیا ہے۔" ----- "اب وہ شلغم کے کھیت تک آپہنچا ہے۔" ----- "اوہ اب وہ یہاں آگیا ہے۔" یہ کہہ کر وہ لپکا اور صندوق میں گھس کر ڈھکن بند کر لیا۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور ایک چڑیل اندر داخل ہوئی۔ چڑیل نے ادھر ادھر دیکھا، کچھ منتر پڑھے اور باہر نکل گئی۔

یہاں سے نکل کر چڑیل لومڑی کے ہاں گئی۔ لومڑی نے چڑیل کو پریشان دیکھا تو پوچھا: "کیوں خالہ چڑیل! کچھ پریشان نظر آتی ہو، بات کیا ہے؟"

"کیا بتائوں پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ آج میں گھر واپس آئی تو میرے صندوق نے رقص سے میرا استقبال نہیں کیا۔ میری زندگی میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے۔ مجھے شک پڑتا ہے کہ یہ کسی آدم زاد کی شرارت ہے۔ لگتا ہے کہ مجھ پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔" چڑیل نے روتے ہوئے کہا: لومڑی نے چڑیل کو

تسلی دی: ”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں خالہ۔ میں ہوں نا؟ آپ آرام سے گھر جاکر کھانے پینے کا بندوبست کریں میں ابھی آکر کچھ کرتی ہوں۔“

چڑیل گھر آئی۔ ایک بڑے دیگ میں پانی گرم کرنے کو رکھ دیا کچھ پرانے چمڑے کے ٹکڑے بھگو کر رکھ دیے تاکہ جب تک کھانا تیار نہیں ہوتا لومڑی ان سے دل بہلائے۔ تھوڑی دیر بعد پانی ابلنے لگا۔ چڑیل چولہے پر جھکی ہوئی آگ میں لکڑیاں ڈال رہی تھی۔ اتنے میں صندوق کے اندر ٹس نے بہن کو بتایا کہ اسے چھینک آرہی ہے۔ پاٹس نے کہا: ”تو ہمیں مروادے گا۔ خدا کے لیے اپنی چھینک کو روکو۔“ لیکن روکنے سے چھینک بھلا کہاں رکتی ہے؟ روکنے کی کوشش میں ٹس اتنے زور سے چھینکا کہ چڑیل گھبرا کر اٹھنے لگی۔ اُٹھتے ہوئے اس کا سر دیگ کے کنارے سے ٹکرایا۔ دیگ الٹ گئی اور کھولتا ہوا پانی اس کے اُوپر گرا۔ چڑیل تڑپ تڑپ کر چند لمحوں میں ڈھیر ہوگئی۔

کچھ دیر بعد لومڑی بھی آگئی۔ اس نے حالات کا جائزہ لیا۔ بھگوئے ہوئے چمڑے کے ٹکڑے اور چڑیل کے کان چبائے اور چلی گئی۔

لومڑی نے جاکر چڑیل کے بھائی کانے دیو کو خبر کردی۔ ٹس اور پاٹس ابھی صندوق میں ہی تھے کہ اچانک زلزلہ سا آیا۔ دونوں نے ڈھکن کے نیچے سے دیکھا کہ اب کانا دیو داخل ہوا ہے۔ دیو نے بہن کی لاش دیکھی افسوس کیا اور گھر میں کام کی کوئی چیز تلاش کرنے لگا۔ کچھ اور نہیں ملا تو اسی بڑے صندوق کو پیٹھ پر لاد کر

پھارو بی لاڑینی کہ ای بوہرت تراق چھیتی شیر۔ پک راردو کہ "ہائے لک! ہیہ غریبو دو
چھموران کیہ۔ دھونو کہ ہورو دونو دوسی"۔ لک راودو کہ "بو جام بوئے"۔ پک دھونو ٹونجو سو
التی بوہرتو تراقو دیتی پیچھی بوغدو۔

دورا توریکو ہتیتان سُم ای ژوغ کیڑی بہچیرو۔ ہتوغو کوشی پوشوران چِدینو درے انگارا
چاکئے نیشیرو بیرانی۔ ہرونیہ پک راردو کہ "ہائے لک! پوشوران کہ اویوتام ہتیت اسپہ دون
چکونی۔ گیے کہ کورہ بی دون کھالیئنی انگوسی"۔ ہش رے ہتیت اف نیسی دُواہتو کور
تاڑان شرانہ شَرگوان موڑی کھوشتئے راہی کاردو۔

پھارو بیکو ای پونغوس دوچھارا گیرو۔ پک راردو کہ "لکئے! ہیہ موش اسپہ پوشوران ژیبو
کیہ"۔ لک پھار کوری پونغوسوتے ہوئے دیرو کہ "اے موش اسپہ ڈانگو پوشور لچھونیان، اسپ
تاڑ شرانہ شَرگوان موڑی شینی۔تو نو بیتی اسپہ پوشوران کہ اویوو تہ خیر نیکی نا"۔ پونغوس
یئی کوری راردو کہ "اے موش تو گدیریا کیاغ۔ اَوہ تتے چھوغ سریئمانا۔ اَوہ تانتے مساف
مہ تہ پوشوران سوم کیہ شیر"۔

دون کھلیئنی گنی اچی دورا گیتی لڑینی کہ چِدین خالی کوری پیٹھی شیر۔ ہتیتان ہیش
کیہ عقل نو توریرو کہ دورو دواہست بند، تاڑ شرگوان موڑی تان شیرانی۔ دی پوشوران کا کورین
گیتی اوائے۔ دونی دونی ہتیتان پھوک شیرو عقل دی ختم بیرو۔

لک واری وَق بیتی دوناو استائے، ہرونیہ پک اِشپیڑ کوری ہتو پھار غیریئرو۔ پھار لوڑیکو
پک چموٹین چدینو کارو وشکی اشارہ کوری لالش راردو کہ "اے لک ہیہ نو اسپہ پوشوران

ژیباک"۔ چِدینو کارا مگس نیشیرو بیرائے۔ لک ایھہ ٹیکہ خشپ کوری پوردوغیچو یو گنی اچی التی، دی تہ کوستے لاکوم رے لکھیرو۔ پوردوغیچو دیتی چِدینو جو نس کاردو۔

ہے چِدین ہیتان اخری مالِ دنیا بیرائے۔ ہوروسار دی ویرد بیتی، مگم تان دُشمنو ماریتام رے خوشان بیتی لک اوچے پک پیخھی ژورو نسوتے بوغدو۔



لک اور پک

لک اور پک میاں بیوی تھے دونوں بہت ہی سیدھے سادے بل کہ احمق تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ خدا نے ان دونوں کو جیسے ایک دوسرے کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔ ان کی ایک بیٹی بھی تھی جو ایک سال کی بہت ہی پیاری گول مٹول سی بچی تھی۔ وہ دونوں اپنی بیٹی پر جان چھڑکتے تھے۔

پک قریب کے گاؤں سے تھی۔ اس کے باپ نے اسے جہیز میں اخروٹ کا ایک بڑا سا درخت دیا ہوا تھا جو ہر سال ڈھیر سارا پھل دیتا تھا۔ لک اور پک اخروٹ پکنے کے موسم میں جا کر درخت سے پھل اتار کر لے آتے۔ اس سال اخروٹ اتارنے کا موسم آیا تو میاں، بیوی اور بیٹی کو ساتھ لے کر اخروٹ اتارنے چلا۔ درخت کے پاس پہنچ کر لک ایک لمبا ڈنڈا لے کر درخت پر چڑھ گیا اور لگا اخروٹ جھاڑنے۔ نیچے پک پھل اکٹھا کرنے لگی۔ بیٹی کو اس نے تھوڑی دور اخروٹ کے خشک پتوں کے ڈھیر میں سلا دیا تا کہ وہ گرتے اخروٹوں کی چوٹ سے محفوظ رہے۔ لک نے ڈنڈا مار مار کر سارے پھل نیچے گرا دیے تو دونوں مل کر اخروٹ اکھٹے کرنے لگے۔ اس سال درخت پر خوب پھل آئے تھے۔ لک کی ٹوکری بھرنے کے بعد بھی کچھ اخروٹ بچ گئے جنھیں پک نے پوٹلی بنا کر سر پر رکھ لیا۔ اچھی فصل کی دونوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ وہ اپنی بیٹی کو بھی

بھول گئے اور اسے پتوں کے ڈھیر میں سوتا چھوڑ کر چل دیے۔

دونوں احمق ہونے کے ساتھ ساتھ پرلے درجے کے بھلکڑ بھی تھے۔ بیٹی کو وہ ایسے بھولے کہ پھر کبھی انہیں اس کی یاد بھی نہ آئی۔

پھر کئی سال بعد ایک بار پھر اخروٹ پکنے کے دنوں میں میاں بیوی اخروٹ اتارنے چلے۔ درخت کے پاس پہنچ کر اچانک پک چونک کر بولی: "ارے لک! تمہیں کچھ یاد بھی ہے؟"

"بھلا کیا؟"

"ہماری ایک بیٹی ہوا کرتی تھی۔ اسے ہم نے یہیں کہیں پتوں پر سلا دیا تھا۔"

پھر وہ دونوں لگے اپنی بیٹی ڈھونڈنے۔ انہیں پتوں کو کریدتے دیکھ کر گاؤں کے ایک شخص نے پوچھا: کہ کیا ڈھونڈ رہے ہو؟ بولے: "بیٹی کو یہیں کہیں سلا کے بھول گئے تھے اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔"

"ارے احمقو! وہ تمہاری بیٹی تھی؟" گاؤں والے نے سوال کیا:

"ہاں وہ ہماری ہی بیٹی تھی، پر وہ ہے کہاں؟" لک بولا:

"وہ تو بادشاہ کے محل میں ہے۔"

"بادشاہ کے محل میں اور ہماری بیٹی؟ وہ وہاں کیا کر رہی ہے؟"

"شکر کرو کہ بادشاہ کے کارندوں نے اسے دیکھ لیا۔ اس سے پہلے کہ رات پڑ جاتی اور بھیڑیا اسے اٹھا لے

جاتا وہ اسے اٹھا کر محل میں ملکہ کے پاس لے گئے۔ ملکہ نے اس کی پرورش کی اور جب بڑی ہو گئی تو اس کی
شادی اپنے بیٹے سے کر دی۔ اب وہ شہزادی بن کر محل میں رہ رہی ہے۔"

یہ سن کر لک اور پک اخروٹ اتار کر گھر چل دیے۔ گھر پہنچ کر انہوں نے سارے اخروٹوں کا حلوہ بنایا اور
ایک بڑا تھال حلوے کا بھر کے بیٹی سے ملنے چلے۔

دونوں بادشاہ کے محل پہنچے تو شہزادی کو خبر ہوئی کہ اس کے ماں باپ آئے ہیں۔ بڑی دھوم دھام سے
دونوں کا استقبال ہوا۔ انہیں شیش محل میں ٹھہرایا گیا ملازم ان کی خدمت کے لیے مقرر کیے گئے، عمدہ لباس
ان کو پہنایا گیا اور قسم قسم کے عمدہ کھانے حاضر کیے گئے۔

ایک دو دن گذر گئے تو لک اور پک کا محل کے اندر جی گھبرانے لگا کیوں کہ انہیں اپنی کٹیا کی یاد ستانے لگی۔
بیٹی سے رخصت مانگی تو اس نے بڑا زور لگایا کہ: "ادھر میرے پاس ٹھہر جاؤ۔ یہاں کس چیز کی کمی ہے؟" لیکن
وہ نہ مانے اور چلنے پر تل گئے۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی کہ مہمان رخصت ہو رہے ہیں تو حکم دیا کہ انہیں
سارے محل میں پھرایا جائے اور جو چیز ان کو پسند آئے ان کو تحفے میں دی جائے۔

بادشاہ کا وزیر مہمان داری جو ایک چالاک شخص تھا، انہیں لے کر محل کی سیر پر نکلا۔ پہلے وہ لباس بنانے کے
کار خانے پہنچے۔ ریشم اور کم خواب کے رنگا رنگ کپڑوں کو دیکھ کر وہ دونوں دنگ رہ گئے لیکن انہیں یہ سب کچھ
کسی کام کا نہیں لگا۔ پھرتے پھرتے لک کی نظر ایک معمولی سے اونی چغے پر پڑی اور لک اسے دیکھنے لگا۔ وزیر نے

مذاق سے کہا: "یہ ایسا چغہ ہے جو کبھی پرانا نہیں ہوتا۔" لک یہ سن کر بڑا خوش ہوا اور چغہ اٹھالیا۔

یہاں سے وہ خوراک کے گودام پہنچے۔ یہاں پک کی نظر ایک چھوٹے سے مٹکے پر پڑی۔ پوچھا: اس میں کیا ہے؟ وزیر نے کہا "اس مٹکے میں گھی ہے لیکن یہ جادو کا مٹکا ہے۔ اس سے گھی نکالتے جاؤ یہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔" پک کو یقین آگیا اور مٹکا اٹھالیا۔

ان کی اگلی منزل پھلوں کا باغ تھا۔ یہاں وہ تربوز دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ وزیر نے کہا "یہ گدھی کا انڈہ ہے۔ ایک مہینے بعد اس میں سے بچہ نکل آئے گا۔" لک کو ایک گدھے کی ضرورت تھی تربوز اٹھالیا کہ بچہ نکل آئے گا تو بڑا ہو کر گدھا بن جائے گا۔ پھر وزیر انہیں لے کر جانوروں کے احاطے میں لے گیا۔ یہاں پک کی نظر ایک بیمار بھیڑ پر پڑی جو کھانس کھانس کر دُوہری ہو رہی تھی اور اس کے منہ سے پانی بہہ رہا تھا۔ پک نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ وزیر نے کہا: "یہ بھیڑ اتنی موٹی ہوگئی ہے کہ اس کی چربی تیل بن کر منہ سے ٹپک رہی ہے۔" پک نے بھیڑ لے لی۔

یہ سارا کچھ اٹھا کر اگلی صبح لک اور پک اپنے گاؤں روانہ ہوئے۔ ایک جگہ وہ پہاڑی راستے سے گزر رہے تھے کہ اچانک لک کو ٹھوکر لگی تو اس کی گٹھڑی سے تربوز نکل کر نیچے لڑھکنے لگا۔ تھوڑی دور جاکر تربوز ایک بڑے پتھر سے ٹکرا کر پھٹ گیا۔ پتھر کے نیچے ایک خرگوش سویا ہوا تھا۔ وہ نکل بھاگا تو لک بھی اسے پکڑنے کو دوڑا۔ وہ سمجھا کہ انڈے سے بچہ نکلا ہے۔ خرگوش بہت دور نکل گیا تو تھک ہار کر واپس آیا اور افسوس کیا کہ

بچہ انڈے سے نکلتے ہی اتنا تیز بھاگا اگر یہ گدھا بن جاتا تو کتنا تیز رفتار گدھا ہوتا؟

آگے راستے میں انہیں ایک سوکھا درخت نظر آیا جس کی چھال بھی اتر چکی تھی۔ پک نے کہا: "ارے لک دیکھتے ہو؟ اس بے چارے ننگے دھڑنگے درخت کو کتنی سردی لگ رہی ہوگی۔ کیوں نہ تم چغہ اس کو پہنا دو؟" لک نے چغہ درخت کو پہنا دیا اور آگے چلے۔ ایک جگہ انہوں نے دیکھا کہ پہاڑ کی چٹان تڑخ گئی ہے اور اس میں درز بن گئی ہے۔ پک نے کہا: "ارے لک دیکھتے ہو؟ اس بے چارے پہاڑ کے دانت میں درد ہے۔ کیوں نہ ہم گھی اس میں ڈال دیں کہ شاید اسے آرام آجائے۔" انہوں نے گھی مٹکے سمیت چٹان کی درز میں ڈال دی اور آگے چلے۔

اس طرح گھر پہنچے تو ان کے ساتھ صرف وہ بیمار بھیڑ رہ گئی۔ سفر میں ان کو بھوک لگی تھی۔ گھر میں کھانے کو اور کچھ نہیں ملا تو آپس میں مشورہ کیا کہ بھیڑ ہی پکا کر کھائی جائے۔ لک نے فوراً بھیڑ ذبح کی۔ پک نے اسے صاف کیا اور ایک بڑی ہانڈی میں ڈال کر پکنے کے لیے چولہے پر چڑھا دی۔ جب گوشت ابلنے لگا اچانک پک بولی: "ارے لک جب ہم گوشت کھائیں گے تو وہ ہمارے دانتوں میں اٹک جائے گا اور ہمیں خلال کی ضرورت ہوگی۔ کیوں نہ ہم پہلے سے ہی خلال کا بندوبست کرلیں؟" وہ دونوں خلال کے لیے لکڑی لینے جنگل روانہ ہوئے۔ جاتے ہوئے انہوں نے دروازہ بند کیا اور چابیاں دروازے کے پاس مٹی میں دبا دیں۔

دونوں تھوڑی دور گئے تھے کہ راستے پر ایک مسافر آتا ہوا دکھائی دیا۔ پک نے آہستہ سے لک کے کان میں

کہا: ”یہ شخص ہمارے گھر کی طرف جارہا ہے۔ کہیں یہ ہمارا گوشت نہ چرا لے؟“

”ارے کہاں جارہا ہے منہ اٹھائے؟ کہیں ہمارا گوشت چرانے کا ارادہ تو نہیں تمہارا؟“ لک نے مسافر کو للکارا۔ مسافر حیران ہو کر بولا: ”ارے بھائی منہ سنبھال کر بات کر۔ مجھے کیا چور سمجھ رکھا ہے؟ مجھے تمہارے گوشت سے کیا لینا دینا اور مجھے یہ بھی پتہ نہیں کہ تمہارا گوشت کہاں ہے؟“

”گوشت ہمارے گھر میں ہانڈی میں پک رہا ہے اور چابیاں دروازے کے پاس مٹی میں دبی ہوئی ہیں۔ خبر دار جو ہاتھ لگایا تو۔۔۔“ لک نے دھمکی دی۔ مسافر ہنس کر بولا: ”میری توبہ ہے جو تمہارے گھر کی طرف دیکھا بھی۔“ یہ کہہ کر وہ اپنی راہ چلا اور میاں بیوی جنگل کی طرف نکل گئے۔

خلال لے کر وہ دونوں گھر لوٹے تو دیکھا کہ ہانڈی خالی پڑی ہے اور گوشت کا نام و نشان نہیں۔ بڑے سٹپٹائے، لاکھ دماغ مارا لیکن کچھ پلے نہیں پڑا کہ گوشت کہاں گیا؟ دروازہ بند اور چابیاں ویسی کی ویسی مٹی میں دبی ہوئی تھیں۔ چور آیا تو کس راستے سے اور گیا تو کس طرف سے۔ سوچ سوچ کر ان کی رہی سہی عقل بھی جاتی رہی۔

لک سر پکڑے سوچ میں غرق تھا۔ اتنے میں پک نے آہستہ سے سیٹی بجا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ ”یہی وہ چور ہے جس نے ہمارا گوشت اڑایا ہے۔“ پک انگلی سے ہانڈی کے کنارے کی طرف اشارہ کر کے زیرِ لب بولی۔ پک نے دیکھا کہ ہانڈی کے کنارے پر ایک مکھی بیٹھی ہوئی ہے۔ لک کے پاس ہی سل بٹہ پڑا ہوا تھا۔ لک نے بٹہ اٹھایا اور یہ کہتے ہوئے ”تجھے چھوڑوں گا نہیں“ پوری طاقت سے مکھی پر وار کیا۔ مکھی کا تو پتہ

نہیں چلا البتہ ہانڈی کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔

ہانڈی ان کے گھر کی آخری قابل ذکر چیز تھی۔ اس کے ٹوٹنے سے جیسے ان کا دل بھی ٹوٹ گیا۔ وہ اٹھے اور بوجھل قدموں سے چلتے ہوئے بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہوئے۔



خورائی بریاک

ای موش کانتو اوسی، کانو تھاغہ نیشی، تھاغو گڑوٹھو وشکی ٹھونگی گنی دیاو استائے۔ موڑین ای پونغوس پھار نیسی ایھہ کوری راردو کہ "اے موش تو کیہ زکھرات کوسائے۔ تھاغ چھیتی تہ گنی یو غیرور"۔ ایھہ ہسے موش یو کوری راردو کہ "اے موش تو کیہ ہوش کوسائے۔ اوا تہ بھکی ہوش نو کومانا"۔ یو ہسے راردو کہ "جام لا اوا کہ ہوش نو کوراک بیراتام تھے اچہ تہ ہوشی گوئے"۔

ای داربتہ تھاغ چھیتی ہتو گنی یو غیریرو۔ گیتی لشٹہ دیتی تفہ تو کیاغ چھیردو نو۔ ایھہ رو پھی تان سورو ڈاخئے ہسے پون غوسو اچہ دارو۔ پھارو بی ہتو دوسی راردو کہ "تو بزرگ بیراو"۔ پونغوس راردو کہ "اے برار، اوا بزرگ مزرگ کیاغ نو۔ کانو تھاغو چھینیکو یو غیرور رے ہر کا ہوش کوئےوا"۔ مگم ہتے کم عقل موش نو پیتیرو۔ ہسے پونغوسوتے راردو کہ "تو متے لو دیت کہ اوا کیہ وخت بریوم۔ بیغار غیر اوا تہ پھار نو لاکوم"۔ پونغوسو دوسی چکوٹی کوریکو خور کیہ لو ہتو اپکی نو گیتی راردو کہ "تو کیہ انوس خورائی کہ بغاو بریوس۔ وا ہیہ لوو کوستے کہ پراو دی تو بریوس"۔ ہاش رے پون غوس ہتو سار تان سورو خلاص کوری بوغدو۔

یئی ہے موش غما گلیفتار بیتی دورو تے گیرو۔ ای کما بسہ دوری نفکت کھول بیکو بوک راردو کہ "کورہ پھوک خورہ پیشی انگیئکی"۔ موش بہانہ کوراو انگیرو۔ ای انوس چو انوس

،اخیر دوری دراغانج بیتی بریکو تاب بیرو۔ ہسے ہتے لوٗ کہ دویان، بوک تان دی کورا جو بٹی
ژوو پیشی انگویان، مگم ہسے لوٗ دی دیکو نو بویان، کوریکو کہ بزرگ ہیہ لوٗو کوستے م
دیت رے اسور۔

ای انوس ئیہچی دیتی بریکو تاب بیکو موش ژانہ رارردو کہ اینگار دی ئیہچی دیتی سف
بریوسیان۔ خورہ بیم نو۔ اَوہ کہ اوبریتام دی دورو روئے تھے بچ بونی۔ ہش رے ژوو گوردوغ
سوری دیتی راہی کاردو۔

خورا بی ژوو ڈورو دیتی، اوغویو دیتی، خار کوری تان سورو خورو ای گوچتو قبلوتے فروسکئے
بریکوتے تیار بیرو۔ گرانیشو ٹیم، اورارو گیتی غیچ یو گیکو ہتو پکا یقین بیرو کہ اوبریتام۔ ای
داربتہ گوردوغ سورو خورو دواہتہ یئی درارو۔ خخم کیہ ویزی نہ کوریکو گوردوغ اندرینی گیتی
مالینیو پیشیرو ژیبیکہ دیرو۔ ایہہ روپھی گوردوغو دیتی اف نیزیکو ژاغا، موش پھار کوری
راک بیرائے کہ "ہائے گوردوغ، تو مہ بریکو ہوش کوری مہ پیشیرو ژیبوسان"۔

گوردوغ پیشیرو ژوتی اہتی بیتی اف نیسی دوروتے بوغدو۔ گوردوغ اچی گیکو بوک تھَشوش
بیتی دیہو رویانتے خبار کاردو کہ موش کوو غیریتایا کیانی ہوئے۔ روئے ہتوغو مشکھی لکھی
خورا بینی کہ بیردوٗو غون ہتئے پیخھی شیر۔ ہتو ژینہ دیتی گنی دوروتے راہی کاردو۔

خورہ سینہ بیارو بیرائے۔ سینا سیر نو، تھوہرتی دئیلیک بیرائے۔ سینو نسہ گیتی روئے
تھوہرتو نو لے ایہہ اف کوسیرو۔ کا تھوہرت توری رو شیر راردو کا موڑی رو۔ ہے جنجالو موڑی
بیردو ژینار ڈاز روپھی راردو کہ "اَوہ ژونو اسیکہ تھوہرت ایہہ ہیرا ہے لوٹ بوہرتو برابری
اوشوئے"۔ روئے دے گیتی، کیانی بیتی استاو رے بشار کوریکو، ہسے تان قصو کاردو۔ تھے
ہتوغو دیتی ایہہ روپھئے نست کوری دوروتے الدو۔

پن چکی میں مرنا

ایک بے وقوف شخص درخت کی شاخ پر بیٹھا اسی شاخ کو نیچے سے کلہاڑی سے کاٹ رہا تھا۔ درخت کے نیچے سے ایک راہ گیر گذرا۔ اس نے جب یہ دیکھا تو حیران ہو کر بولا: "ارے ارے! تو نیچے گر جائے گا۔" "تجھے کس نے بتایا کہ میں گر جاؤں گا، کیا تمہیں غیب کا علم ہے؟" "ہاں اتنا غیب کا علم تو ہے کہ جو وہی شاخ کاٹے گا جس پر بیٹھا ہو، وہ ضرور گرے گا۔" "جا جا۔۔۔ بڑا آیا پہنچا ہوا بزرگ" اُوپر والے نے جواب دیا۔ راہ گیر ہنستا ہوا اپنی راہ چلا۔

تھوڑی دیر بعد شاخ کٹ گئی اور وہ شخص نیچے آرہا۔ وہ کپڑے جھاڑ کر اٹھا اور راہ گیر کے پیچھے بھاگا۔ راہ گیر کو پکڑ کر بے وقوف نے کہا: "آپ واقعی پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ مجھ سے بہت بڑی گستاخی سرزد ہوئی ہے۔ آپ مجھے معاف کریں۔" راہ گیر نے بہت کہا کہ وہ کوئی بزرگ نہیں لیکن بے وقوف نہیں مانا۔ آخر تنگ آکر راہ گیر نے کہا کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ "مجھے صرف یہ بتادیں کہ میں کب مروں گا؟" بے وقوف نے سوال کیا: راہ گیر نے اس کے ساتھ مذاق کرنے کا سوچا اور کچھ سوچ کر بولا: "جس دن تم نے پن چکی کے اندر قدم رکھا، وہ

تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا اور ہاں یاد رکھنا! اگر تم نے کسی یہ بات بتائی، تب بھی تم مر جاؤ گے۔" یہ کہہ کر وہ اپنی راہ چلا اور بے وقوف پریشان ہو کر گھر آ گیا۔

چند دن اس نے اسی فکر میں گزارے لیکن اصل پریشانی اس وقت شروع ہوئی جب گھر میں آٹا ختم ہو گیا اور بیوی نے کہا کہ وہ چکی سے آٹا پیس کر لائے۔ اب وہ نہ تو پن چکی جا سکتا تھا اور نہ ہی نہ جانے کی وجہ بتا سکتا تھا۔ ایک دو دن تو اس نے مختلف بہانوں سے گزار دیے لیکن آخر کب تک؟ ایک دن بیوی کی چخ چخ سے تنگ آ کر اس نے فیصلہ کر لیا کہ پن چکی چلا ہی جاؤں مر جاؤں تو جان چھوٹ جائے گی۔ یہ سوچ کر اس نے غلہ گدھے پر لادا اور پن چکی کی طرف چلا۔ پن چکی کافی دور دریا کے پار تھی۔ وہاں پہنچ کر اس نے گدھے کو باہر چھوڑا اور غلہ اندر لے جا کر چکی میں ڈال کے چکی چلا دی۔ خود ایک طرف لیٹ گیا۔ دوپہر کا وقت تھا وہ تھکا ہوا تھا اس لیے اسے نیند آنے لگی۔ بے وقوف سمجھا کہ یہ موت کی علامات ہیں۔ اس لیے اپنے آپ کو قبلہ رو کر کے مرنے کی تیاری کرنے لگا۔

کچھ دیر سونے کے بعد وہ جاگا تو دیکھا کہ گدھا چکی کے اندر آ گیا ہے اور آٹا کھا رہا ہے۔ گدھے سے کہنے لگا "ہاں ہاں کھالے۔۔۔ خوب کھالے۔۔۔ اب تو تمہیں کون روکنے والا ہے، میں تو کب کا مر چکا ہوں؟"

گدھا آٹا کھا کر سیر ہوا تو باہر نکل گیا اور گھر کی راہ لی۔ گدھا بغیر مالک کے گھر پہنچا تو بیوی پریشان ہوئی۔ وہ شوہر کو تلاش کرتی ہوئی پن چکی پہنچی تو دیکھا کہ وہ بے حس و حرکت پڑا ہے۔ وہ روتی ہوئی واپس آئی اور گاؤں

والوں کو بتا دیا کہ اس کا شوہر پن چکی میں مرا پڑا ہے۔ گاؤں والے چارپائی لے کر چلے۔ بے وقوف کو چارپائی پر ڈالا اور گھر کو روانہ ہوئے۔ دریا پر پہنچے تو یہ مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ دریا کو کہاں سے پار کیا جائے۔ جب بحث لمبی ہو گئی تو بے وقوف نے سر اٹھایا اور بولا: "جب میں زندہ تھا تو یہاں سے تھوڑا آگے دریا پار کیا کرتا تھا۔"

لوگوں نے اسے اٹھایا اور پوچھا کہ اسے کیا ہوا تھا؟ اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ لوگ اس کی حماقت پر ہنستے ہوئے اسے گھر لے آئے۔



خورہ وانگ

ای خورہ وانگ بیرائے۔ چھوئے تا انوس خورہ پیشی کھایہ مڑاغ، زپ شوت پنڈاسکی، کپالوچے ریگیش جلاوال۔ رویتو دیکو بوہتوارو گیکو بش۔ دور بویا کیاغ بوئے، بس ای خورہ۔ ہئے تان تانتے براٹ کوری ژوتی، چان غیژی حال باک بیرائے۔
خورہ وانگو مالِ دنیا چھور کیڑی بیرانی۔ ژو خورو درے ہیس کیڑیان روچھاک بیرائے۔ خورو کھایان دی ہے کیڑی ژیباک بیرانی۔ خورہ وانگو کیڑی جم خبرداری بیکین تھول بیتی رون غیریکو تاب بیرائے۔
ای انوس خورہ وانگ کیڑیان روچھاوا ژوو پھار نیسیرو۔ کیڑیان پوشی ہتوغواپکی اوغ گیتی گوژئے نسین پھوک غیردیرو ۔ ای داربتہ ہش بیتی ویریغی نیسی خورہ وانگوتے سلام کاردو۔ ژوو کیڑیان اشتکھیئرو، خورہ وانگو سوم تھوشیرو۔ راردو کہ "تو بیچارہ دی ہوو ہایو غیری بریوسان۔ خورو دی خبارہ گیے، کیڑیان دی۔ تہ ہیہ دی کیہ بوہرتار ساوزیرو ژانا ۔ بریوس کیہ ہمیت تتے کیہ نہ کونی"۔ ریکو خورہ وانگ راردو کہ "کیانی کوم ای نسی غریبی ای نسی غیژی گری۔ ہمی کیڑیان دی ہیہ خیالہ ہالئے اسوم کہ کورہ اژ غال داری کی کورتام حاجتہ گونی" ۔ ژوو راردو کہ " ہائے چھیلوے، تو مہ ژانی لوُو پراو۔ اوہ دی تتے ہش تان راو اوشوتَم۔ اژ غال داری کہ کوروس تھے خلاص بوس۔ ہیہ بابتہ مہ دی کیہ قدر جوال کہ بیرائے تہ سوم

امداد کوم۔ مه کیه خسمت بنداوے"۔ خوره وانگ راردو که "ہنیسے ته کیه خسمت بندیم۔ وختو سورا تان لوڑے وا"۔ ژوو راردو که" ائے ، اوا که ریمان ہمی کیڑیان متے دراوک دیت۔ ته ژان دی پھوک بیچئیر۔ متے کورا پھوک کھائے مائے که پراو اوا ہیتان یومونو زیختی روشتی نیئم۔ ته دی غوش که ہوئے تانتے اڑ غالداریو کھوششه بوس"۔ لووان پلھش کوری ژوو خوره وانگو بیخه برموغ کاردو۔ ای دربته ہسے کیڑیان ژوو سار نست کاردو۔

ہتیغار اچی ژوو وخت وخته گیاو کیڑیان خیرو خبارو دیاو، کھایان گناو بیکه دیرو۔ خوره وانگ وے غوشیئن تان بی ہتیتان سوره غیچ تاریئکو نو بیرو۔

تھمامو زمانا اچه خوره وانگ غوش کوری ای انوس کیڑیان پوشی گوم رے راہی کاردو۔ ژوو ہتوغو پوشی بے داوا بیتی راردو که "ہائے چھیلوئے، کیڑی بو تھول بیتی رون غیری اسونی۔ شالو دواہتو که ہوریتام بی ادرخه چوکی کوئی غیری بینی۔ تو استانه کوماڑه که ہاو اوه ہتیره ایھه کوری ہتیتان ته پاشیم"۔ خوره وانگ کوماڑه گیکو ژوو شالو چھوئے گوچه ای کھماڑو ایھه کوری تو پاشئے راردو که "ہیه ٹونگو سور نو"۔ ای کولوکو ایھه کوری "ہیه بیلالو کولوک نو"۔ ژوو سف کیڑییان ایگان ہدامان خوره وانگو پاشئے ہتوغو تسلی کوری ویشیئرو۔

بوسون بیکو خوره وانگ کیڑییان انگوم رے لکھی ژوو دوره بوغدو۔ ژوو خوره وانگو پوشی تان سورو زوپھی کیڑیرو۔ راردو که "چھیلوئیے، اوه ته پروشٹه بے اعتبار ہوتم۔ کیڑی مورو چھیک گیتی ایغو سوری چومپھیٹ بیتی بغانی"۔ خوره وانگ ژووتے ماله ست کوریکو ژوو راردو که "اے چھیلوئے رزقو معامله کیانی کوسی۔ بہر حال پھوستان لکھی اسوم۔ موری نوردوکی کوری تتے انگوم"۔

خورہ وانگ تانتے کیڑاو اچی گیرو۔ ای کمہ بس اچہ بوردوکیان انگوم رے بیکو، ژوو راردو
کہ "ہائے چھیلوئے، پھوستان موری پھلاش کوری تیتان پوشی مہ ہوش بغائے۔ داریکو نو
بیتی ہتیتان چوچھیتام"۔ پھوستان سار دی ویرد بیتی خورہ وانگ بو ایھہ بی یو دیرو۔ راردو
کہ "اے بے ایمان ژوو، تو مہ تباہ ارو۔ اوہ ہسے کیڑییان کوتھولیہ بوک الیکو خیالہ اسیتام۔
ہنیسے اوہ تہ شیئہ کیہ کیڑیم۔ اوہ تہ ماریم، تہ کھاکہ لیئان پیم"۔ ژوو راردو کہ " اے
گشکون خورہ وانگ، تو پرانگٹ مو کورے۔ تہ ہتے چھور ویرکھوان بچین کا تتے بوک دیاو
اوشوئے۔ تو لش اف تارئے نشے۔ اوہ تہ وامو موژتو نو بیم۔ اوہ تتے باچھو ژورو انگوم"۔ خورہ
وانگ راردو کہ " اے منافق، تو کندوری مہ فان تان دوسئے۔ تانتے لو، باچھو ژورو تہ لووا متے
دیکو لو۔ تہ لووا کا تان رینیو کوستے نو دونی"۔ ژوو راردو کہ " اے چھیلوئے اوہ تہ وامدار۔
متے ژوو راردو۔ تو لش لوڑی انگیے۔ اوہ تہ فان دومان، باچھو فان دیکو نو بوما"۔ ہموش کوری
ہسے اچی خورہ وانگو کھمینہ اوتیرو۔

ژوو راہی کوری باچھو نوغورا بوغدو۔ بی راردو کہ "اوہ فلانہ باچھو یوشٹ۔ ہسے تان ای
پھولوک ژاوتے تہ ژورو مشکھیران"۔ باچھا ژوو ہائے حال حوالان جام تسلی کوریکار اچی
رضامندی کاردو۔

ژوو ساعت دوسئے اچی راہی کوری تان ژاغا توری خورہ وانگوتے مشقری دیرو۔

ہنیسیں ژوو اوچے خورہ وانگ بار بڑاخھیئرو۔ ژوو ای بار اشپار چھانو کوری خورہ وانگوتے
باریئرو وا ویشکوا پھیرو گوری تان کریمتو دیرو۔ باچھو نوغوروتے شوئیے ای سیر بیرائے۔ ہتیرا
پھار نسی ژوو سیرو ژوبھی اف اولئے پھیدان اوچے اشپار چھانان سینو درارو۔ ژوو خورہ وانگو

لوقان نیژی اف پیخھی توق چان کوری ہتوغو شوغورو موژی دیرو۔

پھیرو ٹونگ ٹانگ نیسی، اشپار چھانو سینو دیتی لیئے کوریکو روئے دے گیتی ہتیرا توریرو۔ ژوو راردو کہ "سیر نیشپوژی کندوری شور باردو یو باران سوم ای بیتی اوغو بغانی۔ خدایو اسپتے دی رحم، پسہ تے دی، باچھو ژاوو ہشٹ کوری اوغار نیئتام"۔ باچھو سوم خبار توریکو ہسے نوغ چالائے انزیئرو کہ مہ جمارو انجیئے گنی انگیور۔

روئے باچھائی چلایان انگیکو، خورہ وانگ زپ انجیک کیہ ژانیران، پھیروالو کھاکو ژ ینگیٹاک بیراے، پیرانو ڈیکتو۔ روئے اوسیکو ژوو راردو کہ "شازدہ اوغو بی بے ہوش بیتی استائے ہنیسے دی ہورو ہوش تان ژاغا نو گیتی شیر"۔ ہشٹ کوری زپان تو گوژو درے گنی راہی کاردو۔ باچھا تان بولو گنی ہتیتانتے پروشٹ گیرو بیرائے۔ باچھا خورہ وانگو سوم چوکی کیڑیرو کہ خدائے اسپہ غورا ہائے۔ ویزین بیکو خونزا ژوریو سوم خورہ وانگو اوغ پئیرو۔

چھوچی بیکو باچھا غاژ بندیئرو۔ جمارو تے لوژی لوژی ای کیہ دراخ استورو انگیرو۔ خورہ وانگ استوری بیک کیہ ژانیران۔ ژوو کورہ بی قیر انگیتی ہونہ درے خورہ وانگو ہتیرا نشیئرو۔ غژوخنو گونتو اوچے اپکتو دی قیر منیرو۔ استورو بتینہ کوری جنالیو یئی نسہ التی غژوخنو خورہ وانگو موشٹو دیتی پڑینجو ہتیے چاکئے پھار لاکیرو۔ باچھو غاژہ ساوز استور وا، سیدا جنالیو موژو گنی پھار ہژوخنوتے پھار اُلویرو۔ خورہ وانگ بے ہوش بیتی ژریغ کاردوکہ "ٹھور بوم مہ دوسور، ٹھور بوم مہ دوسور"۔ ژوو جنالیو پراشو قوژد کوری داک بیرائے "ٹھور بوم باچھو ژاو پستے پھار ہائیے"۔ پھار ہے وشکی ہتے غاژندہ وار خطا بیتی پیخھی گوژ گوژو بیرو۔ استور خورہ وانگو گنی ہژوخنو موژین پھار نسیرو۔ ژوو ہتیرہ بی استورو ژیلاوہ چوکی اچی نہ وشکے

غیردئیرو۔ استور اچی ہے وشکیار خورِہ وانگوچے پڑینجو گانی ہڑوخنا پھار نیسیرو۔ ہے قسمہ پھار دیتی ہاڑ، یئی دیتی ہاڑ۔ رویان ہیش کیہ عقل نو توریرو۔

باچھو نوغورہ ای کما بس بیکار اچی ژوو راردو کہ "دی خونئو گنی بیسی"۔ خورہ وانگ حیران بیتی راردو کہ " کوئی بیسی، خونئو گنی خوروتے بیسیا"۔ ژوو راردو کہ "تو لش پھک بیتی تیاری کو۔ اوہ کیہ بندوبست کوم"۔

ہموش رے ژوو راہی کوری ای خور ملکہ بوغدو۔ ہتے ملکو باچھوچے رویان ای کنو نہنگ ژوتی نوغوری اوتی استائے۔ ژوو ہتیرا بیرکہ کنو نہنگ رتھینیو پھیران لشٹی چاغ بیتی اسور۔ ژوو ای تھرینگوڑ، ای پیلیسک کٹار، ای پتھاخ گنی کوماڑہ بی اف کوری نہنگوتے راردو کہ "اے چھیلوئے تہ سار دی دیش نہنگ تتے ہائے، اوشٹورے"۔ کنو نہنگ راردو کہ "مہ سار دیش نہنگ کیچہ بوئے"۔ ژوو تھرینگوڑو اف کوری پاشئے راردو کہ "ہتوغو قف ہیہ"۔ پلیسک کٹارو پاشئے راردو کہ "ہتوغو سور ہیہ"، وا پتھاخو پاشئے راردو کہ "ہتوغو غیچ ہیہ"۔ کنو نہنگ بوہتوئی راردو کہ "اے چھیلوئے، ہیس مہ ژیبوئے، دی اوہ کیچہ بوم"۔ ژوو راردو کہ "شومہ دارانان موڑہ اوتے"۔ نہنگ دارانان زوپھی ہتے موڑہ اوتیکو ژوو داران اچی ہتوغو سوزتو دیرو۔ ژوو راردو کہ "ہتے لوٹ نہنگ کہ ہائے پھوک پیچی کوئے، پڑیمو پڑاخ کوئے، تو ہواز مو کو، ایہہ تان ترانگاوے"۔ ہش رے ژوو داران انگار چکیئرو۔ دارانو چوکی کنو نہنگو سوم ای بیتی پھیرو بیکو، ژوو اچی باچھو نوغورا توری تان سورو زوپھی کیڑی راردو کہ " ای پھولوک ژاو اوغو بغائے رے خبار گیکو باچھا دنیا پیٹھی کشتی گوڑو درے کوئی غیری بوغدو۔ روئے دی وگدائے بیتی، کا کوئی کا کوئی بوغدو۔ نوغور اشپقیٹی ماڑی بیتی شتراوا

باچھا بو امبوخ مال اوچے روئے تان ژوروتے دیتی ویشیئرو۔ پیچھیرو نوغورا بی خورا وانگ باچھا بیتی تان خونئو گنی حال بیرو۔ ژوو دی ہتیتان سوم حال بیرو۔

وختہ مائی وختہ ای انوس باچھا اوچے خونئا بیری نیساوا لاڑینی کہ ژوو دواہتو بیلی ژان نو شیروو غونہ پیچھی شیر۔ خونئا زریغ کاردو کہ " اوہ دی کیانی بوم، دنیا تونج ہوئے، چھیر تت بیردو"۔ باچھا راردو کہ " اف لاکے کہ وَہ لوچی ژوو۔ خدائے مہ اوچے تتے خیر کورار"۔ ہش ریکو ژوو ڈاز روپھی ہیرہ دیتی راردو کہ "اے خورہ وانگ تہ ای خورہ، چھور کیڑی اوشونی نو۔ اوا تہ کیڑیان ژیبیکو تو مہ وام دوسیتاو نو۔ اَوہ تتے باچھو ژورو الیتام نو۔ ہیہ نوغورو دی اوا تتے یئی نیئتام نو۔ تو ہنیسے مہ اسپوک نامیئسانا"۔ خونئا راردو کہ "چھیر تت اسپتے بو کیہ کوری اسور۔ ہنیسے ہیہ زارو بیکو اسپہ ہموتے خسمتو وخت۔ اسپہ ہموتے ادب کوریلیک"۔ ژوو خونئو بہیل کوری راردو کہ " اوہ کہ اوبریتام، مہ ای لوٹ تاوینو دیتی قلف دیتی لکھے۔ کیہ وخت کہ تتے بو مجبور ہوئے تھے تاوینو ہورے"۔

کندوری زمانا ژوو بیردو۔ خونئا ژوو وارغانو لوٹ تاوینو دیتی، قلف چکئے لکھیرو۔ بس شوخخیرو، مس شوخخیرو، سال شوخخیرو، ہرونیہ ای انوس لڑینی کہ پھارار خونئو برار لوٹ روم شہ دارانان اچہ چکیئے خومیرو۔ خونئا وار خطا بیرو کہ دی میتان کیچہ کوری پارویزیم۔ دستہ ہیش کیاغ نیکی۔ ہرونیہ ژوو وصیت تو یادی گیرو۔ دے بی تاوینو ہوریر کہ ہتیرا ٹپ اشرفی اوچے دردانہ کوری پیچھی شینی۔ خونئا ہتیتان سورہ تان براروچے ہتوغو شہ دارانان جام شیئلی کوری پارویزیرو۔ ہتیغار اچی دی پورہ دولت ہتوغوتے اچی بہچیرو۔

ای نوغہ تاو دراز اوہتی نوغہ پوروزیروئی

پن چکی والا

ایک تھا پن چکی والا۔ اس کی کل دنیا میں ایک پن چکی تھی یا پھر چند بھیڑیں۔ دن بھر وہ پن چکی میں کام کرتا اور رات کو یہیں سو جاتا۔ آگے پیچھے کوئی تھا نہیں۔ شادی وہ نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ گھر اس کا تھا نہیں بیوی کو کہاں لے جاتا؟ اور بیوی اس کو دیتا بھی کون؟ ہر وقت چکی پیس پیس کر گرد میں اٹا ہوا، سر کے بال اور داڑھی بے تحاشا بڑھی ہوئی۔ اسے دیکھ کر لوگوں کو خوف آتا تھا۔ اس کو امید تھی کہ بھیڑوں کی تعداد بڑھ جائے گی تو اس کی مالی حالت بہتر ہو جائے گی۔ اس وقت شاید وہ شادی کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

ایک دن چکی والا چکی میں غلہ ڈال کر باہر اپنی بھیڑیں چرا رہا تھا کہ لومڑی ادھر آ نکلی۔ موٹی تازی بھیڑوں کو دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ پہلے تو وہ دور دور پھرتی رہی۔ پھر سامنے آکر اس نے چکی والے کو سلام کیا۔ بھیڑوں کی بڑی تعریف کی۔ چکی والے کی خوشامد کی۔ بولی: "تو بے چارہ بھی بڑی محنت کرتا ہے۔ چکی چلانا اور اس کے ساتھ بھیڑوں کی نگرانی کرنا؛ مجھے تو تم پر رحم آتا ہے۔ آخر کب تک یونہی زندگی گذارو گے؟"

"اور کروں تو کیا کروں؟" چکی والے نے کہا:

"میں کہوں کہ تم کہیں شادی کرلو۔ ایک سے دو بھلے اور کچھ نہیں تو کھانا ہی پکادے گی اور بھیڑوں کی دیکھ بھال کرے گی۔" لومڑی نے بات آگے بڑھائی۔

چکی والے نے ٹھنڈی سانس بھری: "میرا بھی یہی خیال ہے۔ یہ بھیڑیں بھی اس امید پر پال رکھی ہیں کہ پھلیں پھولیں تو ان کے بل بوتے پر شادی کرلوں اور میرے پلے کچھ ہے بھی تو نہیں۔"

"بالکل بجا خیال ہے۔" لومڑی نے کہا: "اس سلسلے میں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بلا جھجک کہہ دینا۔ آخر ایک دوسرے کے کام آنا ہی تو انسانیت ہے۔"

چکی والا اس کی چکنی چپڑی باتوں سے بہت متاثر ہوا اور بولا: "آپ کا بہت شکریہ۔۔۔ ضرورت ہوئی تو یقیناً کہہ دوں گا۔"

"ضرورت کیسے نہیں ہوتی؟" لومڑی نے کہا: "اب ان بھیڑوں کی دیکھ بھال ہی کو لے لو۔ یہ تو ایک مستقل جھنجھٹ ہے۔ تیرے لیے چکی کا کام ہی بہت ہے۔ اوپر سے ان بھیڑوں کو سنبھالنا۔۔۔۔ میں تو کہوں کہ انہیں میرے حوالے کردو، سردیوں میں میں ان کی دیکھ بھال کروں گی اگر تم چاہو تو تھوڑی بہت مزدوری چکی کے آٹے کی صورت میں دے دو اگر نہ بھی دو تو کوئی بات نہیں۔ میرا مقصد صرف تمہاری مدد کرنا ہے۔"

اب چکی والا اور بھی متاثر ہوا اور بلا تامل بھیڑیں لومڑی کے سپرد کردیں۔

لومڑی بھیڑیں لے گئی اور وقتاً فوقتاً آ کر چکی والے سے آٹا وغیرہ لے جانے لگی۔ وہ بھیڑوں کے بارے اچھی اچھی خبریں سناتی: مثلاً بھیڑیں بہت موٹی ہو گئی ہیں، دو نے بچے دیے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چکی والے کو اس دوران فرصت نہیں ملی کہ وہ جا کر بھیڑوں کو دیکھ آئے۔

کئی مہینے بعد ایک دن وقت نکال کر وہ بھیڑوں کو دیکھنے چل دیا۔ لومڑی کے ہاں پہنچا تو وہ اسے دیکھ کر بہت پریشان ہوئی۔ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی۔ چکی والے نے بھیڑوں کو دیکھنا چاہا تو کہا: "وہ تو اتنی موٹی ہو گئی ہیں کہ جنگلی بھیڑوں کی طرح قابو میں نہیں آتیں۔ اس لیے انہیں باہر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تم ایسا کرو کہ کوٹھڑی کی چھت پر آ جاؤ۔ میں اندر جا کر چھت کے سوراخ سے بھیڑیں تمہیں دکھاؤں گی۔"

چکی والا چھت پر چڑھا تو لومڑی نے اندھیری کوٹھڑی کے ایک کونے سے کہا: "یہ دیکھو۔۔۔ لمبے کانوں والی کا سر۔۔۔۔۔۔ یہ رہی کالی کی ٹانگ۔۔۔" وغیرہ وغیرہ۔

چکی والے کو تسلی ہو گئی اور وہ خوش خوش واپس آ گیا۔

سردیاں گذر گئیں تو چکی والا اپنی بھیڑیں واپس لینے چلا۔ لومڑی کے ہاں پہنچا تو وہ اسے دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی: میں برباد ہو گئی۔ میرا اعتبار ختم ہو گیا۔ بھیڑیں کسی نامعلوم بیماری کا شکار ہو کر ایک ایک کر کے مر گئیں۔ اب میں تمہیں کیا منہ دکھاؤں؟" چکی والا سمجھ گیا کہ بھیڑیں لومڑی خود کھا گئی ہے اور اب ڈرامہ کر رہی ہے۔ اس نے لومڑی کو جی بھر کر برا بھلا کہا۔ لومڑی نے کہا: "بھائی چکی والے! یہ رزق کا معاملہ ہے۔

رونے دھونے سے کیا فائدہ؟ تمہاری قسمت میں بھیڑوں سے فائدہ نہیں لکھا تھا۔ ویسے میں نے سب کی کھالیں اتار کر محفوظ کرلی ہیں۔ چند دن بعد انہیں نرم کر دوں گی۔ پھر آ کے لے جانا۔" چکی والے نے سوچا: "بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔ کھالیں بھی مل جائیں تو غنیمت ہے۔" یہ سوچ کر وہ واپس چلا آیا۔

چند دن بعد وہ کھالیں لینے لومڑی کے ہاں گیا تو وہ کھسیانی ہو کر بولی: "بھائی چکی والے! کھالوں کو خوب نرم تو کیا تھا لیکن ایک دن ایسی بھوک لگی کہ صبر نہیں ہو سکا اور کھالیں ہی چبا ڈالیں۔"

اب چکی والے نے تو آسمان سر پر اٹھا لیا۔ "خدا تم کو غارت کرے، تو منحوس دھوکے باز، تو نے میرا سب کچھ تباہ کر دیا۔ میں نے ان بھیڑوں کے بھروسے پر شادی کے کیسے کیسے خواب دیکھے تھے؟ اب میں کہاں جاؤں میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں، میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔"

"اب بس بھی کرو یہ چیخ پکار۔" لومڑی بولی: "میں نے تیرا کون سا بڑا نقصان کیا؟ چند مریل بھیڑیں ہی تو تھیں۔ ان کے بل بوتے پر شادی کرنا چاہتے تھے؟ تم نے اپنی شکل دیکھی ہے۔ تمہیں کون دے گا اپنی بیٹی؟ اب خاموش ہو جاؤ۔ میں کراؤں گی تمہاری شادی اور وہ بھی بادشاہ کی بیٹی سے۔ اب تو خوش ہو نا؟

چکی والا بگڑا اور لومڑی کو خوب لعنت ملامت کی لیکن لومڑی نے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اسے پھر سے شیشے میں اتار لیا اور بادشاہ کی بیٹی سے اس کی شادی کا خواب دکھا کر ٹھنڈا کر لیا۔

اب چکی والے نے یہ سوال اٹھایا کہ بادشاہ اپنی بیٹی اسے کیوں دے گا؟ اور بادشاہ کے سامنے یہ تجویز لے

کر جائے گا کون؟ لومڑی نے کہا: "بے وقوف چکی والے! تم اپنے ناکارہ دماغ پر زیادہ زور مت ڈالو۔ یہ سب میرے سوچنے کی باتیں ہیں۔ میں جیسا کہوں ویسا کرتے جانا۔"

اس کے بعد لومڑی کئی دن تک غائب رہی۔ ایک دن وہ اس خوش خبری کے ساتھ واپس آئی کہ بادشاہ نے رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ اب تیاریاں شروع ہو گئیں۔ تیاریاں تو انہوں نے کیا کرنی تھی بس چکی والے کے بال کٹوا کر اسے انسانوں کی جون میں لایا گیا۔ دو بڑے ٹوکرے تیار کروائے گئے، ایک میں راکھ بھری گئی جبکہ دوسری میں پت جھڑ کے زرد پتے۔

صبح سویرے دونوں ٹوکریاں اٹھائے روانہ ہو گئے۔ بادشاہ کے شہر کے قریب انہیں دریا کا پل پار کرنا تھا۔ پل پر پہنچ کر دونوں نے لکڑی کا پل اکھاڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ دونوں ٹوکرے بھی دریا میں پھینک دیے۔ لومڑی نے چکی والے کے کپڑے اتار کر پھینک دیے اور اسے ننگا کر کے ریت میں دبا دیا۔ وہ خود شور مچاتے ہوئے شہر کو دوڑی کہ شہزادے کی بارات پل ٹوٹنے سے دریا برد ہو گئی۔ بارات کا سارا ساز و سامان بھی دریا کے لہروں کی نذر ہو گیا۔ صرف شہزادے کی جان بچی وہ بھی بغیر کپڑوں کے ریت پر پڑا ہے۔

بادشاہ کو خبر ملی تو اس نے شکر ادا کیا کہ اس کے داماد کی جان بچ گئی۔ داماد کے لیے عمدہ شاہانہ لباس بھجوایا گیا۔ اس کے بعد ملک کے معززین داماد کے استقبال کے لیے روانہ ہو گئے۔

ادھر جب شاہانہ لباس چکی والے کو دیا گیا تو اس کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کون سا کپڑا کس طرح پہنے؟ اپنی

بے چارے نے اب تک ایک پھٹے پرانے اونی چغے کے سوا کچھ نہیں پہنا تھا۔ اس نے پاجامہ سر پر پہننے کی کوشش کی۔ استقبال کے لیے آنے والے حیران ہوئے تو لومڑی نے کہا کہ شہزادہ پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے بدحواس ہو کر ایسی حرکات کر رہا ہے۔ بہر حال لومڑی نے جیسے تیسے کپڑے اسے پہنائے اور سب لوگ اسے لے کر شاہی محل چل پڑے۔

محل پہنچے تو بادشاہ نے اپنے درباریوں کو لے کر داماد کا استقبال کیا۔ شہزادی سے اس کی شادی ہوئی اور وہ محل میں رہنے لگا۔

چند دن یہاں رہنے کے بعد لومڑی نے تجویز پیش کی کہ ہم شہزادی کو لے جائیں گے۔ چکی والا حیران ہوا کہ کہاں لے جائیں گے؟ لومڑی نے کہا: کہ یہ اس کا کام ہے، چکی والے کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ بادشاہ سے لومڑی نے کہا: کہ وہ جا کر اپنے بادشاہ کو خبر کر دے تا کہ وہاں تیاری کی جائے۔

لومڑی چند دن غائب رہنے کے بعد روتی دھوتی ہوئی واپس پہنچی۔ وہ یہ خبر لے آئی تھی کہ ان کا بادشاہ اور ملکہ اپنے بیٹے کے دریا میں ڈوب کر ہلاک ہونے کی خبر سن کر شدت غم سے مر گئے۔ شہر کے لوگ ادھر اُدھر بکھر گئے اور شہر ویران پڑا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ نے بہت سامال و دولت اور نوکر چاکر ان کے ساتھ کر دیے اور سب روانہ ہو گئے۔ لومڑی، چکی والے، شہزادی اور باقی سب لوگوں کو لے کر ایک شہر پہنچی جہاں کوئی انسان نظر نہیں آتا تھا۔ دراصل اس شہر کے تمام لوگوں کو بادشاہ سمیت ایک کانے دیو نے ہڑپ کر لیا

تھا اور وہ اب اس شہر پر قابض تھا۔ شہر سے ایک دو منزل دور پہنچ کر لومڑی آگے چلی تا کہ وہ انتظامات کرے۔

لومڑی نے اپنے ساتھ ایک ترنگل، ایک تھالی اور ایک بکرے کی کالی پوستین لے لی۔ وہ یہ سب کچھ لے کر بادشاہ کے محل کے ایک کمرے کے روشن دان پر گئی جس کے اندر کانا دیو قیام پذیر تھا۔ روشن دان سے اس نے آواز دی: "اوئے کانے! بھاگو، تم سے بھی بڑی بلا آ رہی ہے۔" "مجھ سے بڑی بلا؟" دیو نے ہنس کر کہا: "آنے دو دیکھ لیں گے۔"

"ادھر ابھی دیکھ لو، یہ اس کا ہاتھ ہے۔" لومڑی نے ترنگل دیکھا کر کہا: "یہ رہی اس کی آنکھ" اس نے تھالی آگے کر دی، "اور یہ ہے اس کا سر۔" اس نے لمبے بالوں والی پوستین دکھائی۔ اب دیو گھبرایا: "اب میں کیا کروں؟" وہ گڑگڑایا۔ لومڑی نے دیو کو فوراً باہر نکلنے اور لکڑیوں کے ٹال میں چھپنے کو کہا۔ دیو وہاں چھپ گیا تو لومڑی نے بہت سی لکڑیاں اس کے اُوپر ڈال دیں۔ اسے ہدایت کی: "جب بلا آئے گی تو پہلے چٹاخ پٹاخ کی آوازیں آئیں گی پھر گرمی محسوس ہو گی لیکن تم ہلنا نہیں۔ بلا کو میں سنبھال لوں گی۔"

یہ کہنے کے بعد اس نے لکڑیوں کو آگ لگا دی اور تھوڑی دیر بعد دیو ٹال کے ساتھ جل کر راکھ ہو گیا۔

اس کے بعد لومڑی جا کر سب کو شہر لے آئی اور چکی والا بادشاہ بن کر اپنی ملکہ کے ساتھ رہنے لگا۔ لومڑی بھی بادشاہ کی مشیر بن کر رہنے لگی۔

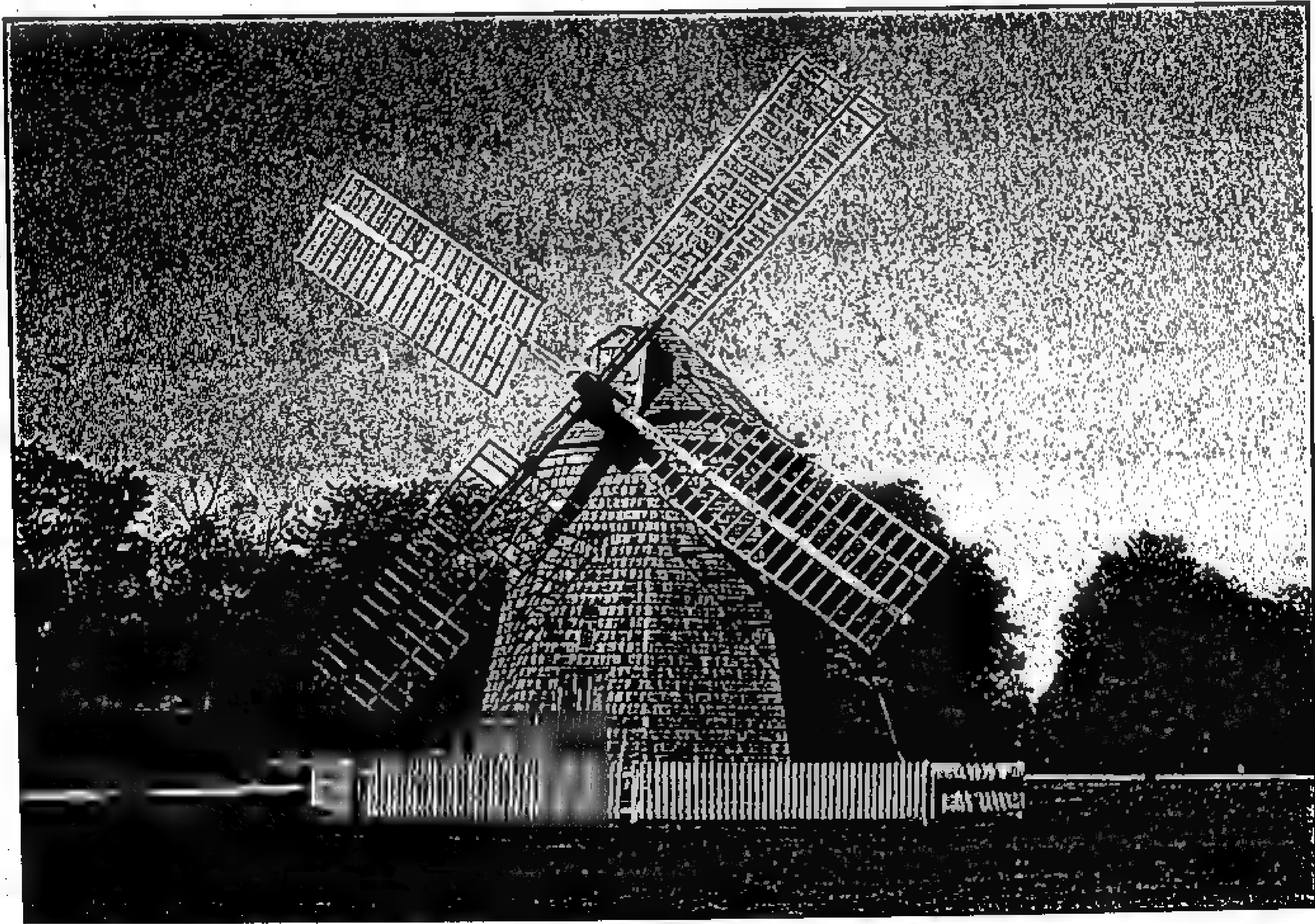
برسوں بعد ایک دن جب بادشاہ اور ملکہ محل سے باہر نکل رہے تھے تو دیکھا کہ لومڑی دروازے کے آگے مری پڑی ہے۔ ملکہ نے یہ دیکھ کر "ہائے لومڑی خالہ" کہا اور دل پکڑ کر بیٹھ گئی۔ چکی والے نے کہا: "چھوڑ بھی ملکہ، خبیث لومڑی کی کیا حیثیت ہے جس کے لیے ہم ماتم کریں۔" ملکہ نے کہا: "نہیں، آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ لومڑی ہماری محسن تھی۔" یہ کہنا تھا کہ لومڑی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: "ارے چکی والے! تم بھول گئے کہ تم کون ہو؟ کیا تم ایک چکی اور چند بھیڑوں کے مالک نہیں تھے؟ کیا میں نے تمہاری شادی شہزادی سے نہیں کرائی؟ کیا میں نے تمہیں اس شہر کا بادشاہ نہیں بنایا؟ اور اب تم مجھے خبیث لومڑی کہتے ہو؟" چکی والا بہت شرمندہ ہوا اور لومڑی سے معافی مانگی۔

لومڑی اب بہت بوڑھی ہو گئی تھی۔ وہ ملکہ سے بہت خوش تھی اس لیے اس نے اسے علیحدگی میں وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کی لاش ایک بڑے صندوق میں بند کر کے اپنے پاس رکھے اور جب اسے کوئی بہت شدید ضرورت پیش آئے تو اس صندوق کو کھول کر دیکھ لے۔ جب لومڑی مر گئی تو ملکہ نے وصیت کے مطابق اس کی لاش ایک بہت بڑے صندوق میں ڈال کے اپنے پاس رکھ لی۔

ایک عرصہ گذرنے کے بعد خبر ملی کہ ملکہ کا بھائی بہت سے لوگوں کو لے کر بہن سے ملنے آرہا ہے۔ ملکہ یہ سن کر بہت فکر مند ہوئی کیوں کہ اس کی مالی حالت ایسی نہیں تھی کہ بھائی اور اس کے ساتھ آنے والوں کا شایان شان استقبال کیا جاسکے۔ اسی اثنا میں اسے لومڑی کی وصیت یاد آگئی۔ اس نے صندوق کھول کر دیکھا تو

وہ ہیرے جواہرات اور سونے سے بھرا ہوا تھا۔ ملکہ نے یہ دولت نکالی اور بھائی کا خوب شان و شوکت سے استقبال کیا۔ اس کو اور اس کے ساتھ آنے والوں کو کئی دن تک ٹھہرایا اور واپسی پر سب کو قیمتی تحائف دیے۔

اس طرح لومڑی نے مرنے کے بعد بھی ان کا ایک بڑا مسئلہ حل کر لیا۔



اوہرثو شلوغ

وختہ مائی وختہ ای موش ادرخہ بی دار دیاو استائے۔ ای انوس ہسے لوٹ کانو دیتی یو غیرئے ہتوغو موژو نیزیکو بچین پانہ ڇکیرو۔ ناوخت بیکو ہسے چھوچھی گیتی ہمو موژو نیزیم رے پیٹھی دورو تے گیرو۔

چھویو اوہرث پھار نیسیرو کہ کان ٹھورئے پیٹھی شیر۔ ہتوغو ژان نو تھی، بی دارو ٹیکتو نیسیرو۔ ہئے ہائی دراغلی ساپھئے پانو دارو موژار یئی نیزیرو۔ ہے موژی ہتوغو اچھو پونگ دارو تراچو غیریرو بیرائے۔ پانو یئی نیزیکو دار گیتی ایتو ڇوکی اوہرثو پونگ ہتوو ثرپ گری بہچیرو۔ اوہرث چھوئے روشت دیکا پت واغیٹاو غوندریٹاو، دارو دراغلاو زوپھاو روشتیو خامیٹرو۔

چھوچھی بیکو دار دراک موش اچی ایہہ نیسیرو کہ اوہرث پَہشی ڇوکی اسور۔ ٹھونگیٹن دیتی مو سورو چھینیم رے، اچی ہتوغو ژان پولویرو۔ پانو اچی دارو موژو دیتی اف ٹھخیٹکو دار پھاریٹی بیتی

اوہرث قفو یٹی نیزی خلاص بیرو۔

اوہرث بیزیو ژاندار وا، کوس کاردؤو کیہ ہوش کوئے۔ ہسے مینہ داری کوریکو ژاغا اچی غیری موشو ژبیکو ڇق بیرو۔ موش تان ژانہ راردو کہ یہ کیہ بلاہہ چھونیتام۔ خور کیہ تو عقل

نو توری اوہرخوتے راردو کہ "اوا دورہ غیڑی۔ اف چھوچھی مہ کِش شیر۔ چھوچھی ہتوغو کہ کشیتام تھے گیتی ما ژیبے"۔ اوہرخ ہیہ لوا راضی بیکو موش دوروتے گیرو۔

دورہ گیتی موش تان بوکو تے راردو کہ ہموش بلاہہ چھونی اسوم۔ اوہرخ چھوچھی گیتی مہ ژیبویان۔ بوک بو تھرار کمیری بیرائے۔ ہیس موشوتے راردو کہ "تو بے غم بوس، حیوان اوہرخو متے لاکے"۔

چھوچھی موش کِش بوتیکو کمیری پھارو ہتیرا بی کھوشت بیرو۔ ہرونیہ اوہرخ دی ژوہتئے پیدا بیرو۔ گیتی موشوتے راردو کہ " کِشو شاو رو نَسی نیزی تیار بوس، اوا ہرونیہ پت برونو گوچی پوریکہ دوم"۔

ای داربتہ کمیری پھاراریئی کوری ہوئے دیرو کہ"اے موش میتاری اوہرخ دوساک گیتی اسونی۔ تو کورہ اوہرخ نو پوشی اسوسا"۔

موش راردو کہ "اوا کیہ اوہرخ موہرخ نو پوشی اسوم"۔

کمیری اچی یئی کوری راردو کہ " تہ نسہ برونو گوچی ہیس اوہرخ نو کیاغ"۔

موش راردو کہ " ہیس بیئو بوردوکی" ۔

کمیری راردو کہ " بیئو بوردوکیو وا روم بویا"۔

اوہرخ بے دوا بیتی موشوتے راردو کہ "اے چھیلوئے، مہ رومو چھینے"۔

موش میہو کوتیرو یئی نیزی ژش اوہرخو رومو چھینیرو۔

کمیری اچی کوری راردو کہ"بیئو بوردوکیو وا کار بونیا"۔

اوہرغ راردو که "اے چھیلوئے، مه کاران چھینے"۔ موش خشپ ہتوغو کاران چھینیرو۔
کمیری ہرونیه یئی کوری راردو که "بیئو بوردوکیو وا ڈیک بونیا"۔
اوہرغ راردو که "چھیلوئے چھیلوئے... مه ڈیکان دی چھینے"۔ موش اوہرغو ڈیکان دی چھینیرو۔
کمیری اچی کوری راردو که "بیئو بوردوکیو وا سور بویا"۔
اوہرغ راردو که "کیه علاج کو، مه سورو دی چھینے"۔ موش دیتی اوہرغو سورو چھینی پھار پیئچھی تان ژانو خلاص کوری کڑشو کڑشیرو۔





ریچھ اور کسان

ایک کسان جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گیا۔ ایک بڑے درخت کو گرا کر اسے درمیان سے پھاڑنے کے لیے اس میں پھانے لگائے۔ شام ہونے کو آئی لیکن وہ کام ختم نہ کر سکا۔ اس لیے وہ گھر چلا گیا تاکہ اگلے روز آکر کام مکمل کر لے۔

رات کو ایک ریچھ ادھر آنکلا۔ درخت کو گرا ہوا دیکھ کر وہ قریب آیا تاکہ اس کی شاخوں میں کھانے کے لیے کوئی پھل وغیرہ تلاش کرے۔ پھل تو شاید اسے نہیں ملا البتہ درخت کے تنے میں لگے ہوئے پھانوں کو دیکھ کر اسے دلچسپی پیدا ہو گئی کہ یہ کیا ہیں؟ وہ تنے کے اوپر بیٹھ کر پھانوں کو کھینچنے لگا۔ اس دوران اس کا ایک پاؤں تنے کے دو حصوں کے درمیاں آ گیا تھا۔ جب اس نے خوب زور لگا کر ایک پھانہ نکال دیا تو تنے کے دو حصے آپس میں مل گئے اور ریچھ کا پاؤں درمیاں میں پھنس گیا۔ ریچھ رات بھر غراتا رہا چیختا رہا لیکن رہائی نہ پا سکا۔

اگلے روز کسان واپس آیا تو ریچھ کو پھنسا ہوا دیکھ کر پہلے تو چاہا کہ کلہاڑی سے اس کا سر کاٹ دے لیکن پھر اسے رحم آیا۔ اس نے پھانہ واپس لگا کر ٹھونک دیا تو لکڑی کے دونوں حصے پھر سے جدا ہو گئے اور ریچھ کا پاؤں نکل گیا۔

قید سے چھوٹ جانے کے بعد ریچھ کو کسان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا لیکن وہ الٹا کسان کو پھاڑ کھانے کے درپے ہو گیا۔ کسان بے چارہ بڑا پریشان ہوا کہ نیکی کا یہ کیا صلہ ملا؟ اس نے ریچھ سے کہا: ''اگر تم میرے احسان کا یہی بدلہ دینا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے لیکن مجھے اتنی مہلت دے دو کل میں اپنا کھیت کاشت کر لوں۔ اس کے بعد بے شک مجھے کھا لینا۔'' ریچھ اس پر راضی ہو گیا۔

جب کسان گھر پہنچا تو بڑا فکر مند تھا۔ اس کی بیوی بڑی ہوشیار عورت تھی۔ اس نے اندازہ لگایا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔ اس کی بیوی نے جب پوچھا تو کسان نے سارا واقعہ اسے سنایا۔ بیوی بہت ہنسی اور کہنے لگی: ''ریچھ جیسے کم عقل جانور سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے تم فکر نہ کرو میں سب کچھ سنبھال لوں گی۔ میں جیسا کہوں تم ویسا کرنا۔'' پھر اس نے کسان کو بتایا کہ اسے کیا کرنا ہے؟

اگلی صبح کسان اپنے بیلوں کی جوڑی لے کر گاؤں سے باہر کھیت میں جا کر ہل چلانے لگا۔ اتنے میں ریچھ بھی آن پہنچا۔ اس نے کسان سے کہا: ''تم جلدی جلدی ہل چلا کر فارغ ہو جاؤ۔ میں تھوڑی دیر کھیت کی منڈیر پر آرام کرتا ہوں۔'' تھوڑی دیر بعد دور سے کسان کی بیوی نے اپنے شوہر کو آواز دی: ''ارے او کسان! اِدھر بادشاہ کے شکاری ریچھ پکڑنے آئے ہیں۔ تم نے کوئی ریچھ تو نہیں دیکھا؟''

''نہیں۔۔۔ میں نے کوئی ریچھ نہیں دیکھا ہے۔''

''ادھر تمہارے کھیت کی منڈیر پر کیا ہے؟''

"یہ تو بیجوں کی بوری ہے۔"

"لیکن بیجوں کی بوری کے کان تو نہیں ہوتے۔"

یہ سن کر ریچھ نے کسان سے کہا: "کسان بھائی! میرے کان کاٹ دو۔" کسان نے فوراً ریچھ کے کان کاٹ دیے۔

"لیکن بیجوں کی بوری کی دم بھی تو نہیں ہوتی۔" عورت نے آواز لگائی:

"میری دم بھی کاٹ دو۔" ریچھ نے سرگوشی کی:

کسان نے دم بھی کاٹ دی۔

عورت نے پکارا: "تو کیا بیجوں کی بوری کی ٹانگیں بھی ہوتی ہیں؟"

ریچھ نے اپنی ٹانگیں بھی کٹوا دیں۔

پھر آواز آئی: "اچھا تو بیجوں کی بوری کا سر تو ضرور ہوتا ہو گا۔"

"جلدی سے میرا سر بھی کاٹ دو۔"

ریچھ نے کہا:

سر کٹنے سے ریچھ مر گیا۔ اس طرح عورت کی ہوشیاری نے اس کے شوہر کی جان بچالی۔

لاہورو گازہ ۔۔۔

قدیم زمانا گور کمیری باک بیرانی۔ پیاڑو گور رے البت پسہ کارا شیر۔ آنہ پھاری پیاڑو علاقا ہمی گور بو زیاد بیرانی۔ اسپہ ہایئی دی ای گانہ کوراکیمیری گور غیراک بیرائے۔

ہمیت انوسو وختہ عام کیمیریان باک بیرانی، مگم چھوئی بیکو گور غیرری اف نیسی ایغو دوسی کوساک بیرانی۔ چھویو انسان یا مال کیاغ کہ رویتو دیاک بیرائے ہیت ای بیتی ہتو لیئو اشلوئی ماری پیخھاک بیرانی۔

وختہ مائی وختہ ای ژاغا ای واو گور غیریرو ۔ ہسے جم آباد دوروینی واو بیرائے۔ ہتوغو سوت ژیرژاو سوت روژایگینی بیرانی۔ ہیش کوس دی کیہ گمان نو کہ ہیہ واو گور غیری اسور۔

انوسو واو اژیلیان گنی ہوو ہایو غیری دوروینی گری کوراک بیرائے۔ چھوئے بیکو دورو رویان پورئے، واو ایہہ روپھاک بیرائے۔ روپھی ٹیکہ بی چھوہ پھوہ کوری ہتیرا سیری کِشاک بیرائے، چھوہ پھوہ کوری ہتوغو چاتہ تَریئاک بیرائے۔ چھوہ پھوہ کوری توغو لے، داپھیئے، دیشوا درے پیشِی پھاکی کوری ای تان لوسی ای تان کوکوڑیو لاسئے، تان چخرو سورو نیشی اولوئےاف نیسی بوغاک بیرائے۔ کوکوڑی دی ہتوغو اچہ اولوئے بوغاک بیرائے۔

واو اف نیسی تان یاریری گوران بڑاخئے لاوہورو شہروتے بوغاک بیرائے۔ لاوہورو گازا ہی

گور یار بوژی چخران سورو نیشی شہتی غاڑ کوراک بیرانی۔ واؤو کوکوڑی نسہ نیشی ہیتانتے بیڑو بشیئاک بیرائے۔ ویلاغ بیلو بیکو غاڑو نسی نیزی گور تان دورانتے بوغاک بیرانی۔ واو دی اچی دورا گیتی تھرشک نو کوری تان موڑا بی پوراک بیرائے۔

کیہ انوس کہ شہتی واؤو سورو غیراک بیرائے، واو دورا گیتی شالی ای جام لوٹ مالو اف نیزی گورانتے دیاک بیرائے۔ گور ہورو لیئان پی بوغاک بیرانی۔ ہاش کوری کوری ای سالو اندرینی تان واو شالو نغڑی کاردو۔

مال کھول بیکار اچی ای انوس واؤو سورو شہتی غیریکو ویلاغبیلو اچی گیتی کھونوان موڑی اوتیرو بیرائے، ہرونیہ شرانہ غوڑوغامیش بیرو۔ واو راردو کہ "اے اژیلیان بیری کیہ فاقیہ ہوئے، کا اف نیسی لوڑور کی"۔ ای ژاو روپھی اف نیسی اچی نو گیرو۔ چھوچھی روپھی لڑینیان کہ لئے اشلویئن کوری دروکاڑا التی پیچھی شیر۔ ای کما بسہ وا ہش تان بیری ہوازہ بیرو۔ ای خور ژاو اف نیسی اچی نو گیرو۔ ہاش بیتی بیتی واؤو سوت ژیرژاو گور غاری بیتی، روڑایگینی پیخھاو تتو دوروتے بی کھُل بیتی ای ژاو اوچے روڑایو بہچیرو۔

ای انوسو واو چھویو ایہہ روپھی چھوہ پھوہ کوری سیری کِشیرو، چھوہ پھوہ کوری ہتوغو تریئے

لاردو۔ دیشوا درے پیشی پھاکی کوری ای تان لوسی ای کوکوڑیو لاسئے چخرو سورو نیشی اف نیسی بوغدو۔ واؤو آخری روڑایو ہے انوس اینگار تان سورو اوراری درے لوڑاو استائے۔ واو اف نیسیکو ہسے دی ایہہ روپھیرو۔ ٹیکہ بی دیشوتولی، گوشینیو سورو نیشی اولوئی واؤوا اچھہ

ہیچ چقه لاہورو گازا توریرو۔ ہسے ہتیرا بی ای گوچه کھوشت بیرو۔ گور دی بڑاخ بیتی یار بوڑی چخور غاڑ شروغ کاردو۔ غاڑشروغ بیکو سوم ہے وشکی ہتے ٹیم واؤو سورا ایہه دیتی ہاڑ، اف دیتی ہاڑ، درزینار زیاد کاردو۔ ویلاغبیلو شوئے بیکو روڑایو گوشینیو سورو نیشی اچی دوروتے راہی کاردو۔

دورا توری روڑایو تان موشوتے راردو که ہنون کیه ہوازه که ہوئے تو ایہه نو روپھی پِھک بیتی حال بوس۔ ہش رے روڑایو دی تان سورو اوراری درے خال بیرو ۔ ہرونیه واو دی گیتی لش تان موڑه پوریرو۔ ای داربته بیری ہوازه بیرو۔ واو سورو ایہه کوری راردو که " اے اژیلیان بیری نیسور که کیه ہوازه ہوئے"۔ ریکو روڑایو پھار کوری راردو که "اے نان ته ژاو چھوئے روشت دیتی شیر، انداو کوری ای ٹوک نو بیتی۔ ہنیسے تھیسوم غیچ غیچھوتے گیتی شیر"۔ واو راردو که " اے ژور تو تان اف رو بوغے کی"۔ ریکو روڑایو راردو که "مه سوم دِیوش اژیلی اسور، ہیه زران بوئے۔ تو تان کیانی بوسان"۔ واو راردو که "ژورئے، مه غیچ که پاشینیان پستے ریمانا"۔ روڑایو اچی کوری راردو که "که نو تان کوکوڑیوتے راوے نو، اف نیسی لاڑیر"۔ واو راردو که"اے ژور ته کیه فخوم بی شیر۔ کوکوڑی کیچه کوری دواہت ہوریران"۔ ریکو روڑایو راردو که "ہیس لاہورو گازا بیڑو باشیئکو بوئے، دواہت ہوریکو نو بویا"۔ ہش رے کمیری ایہه روپھی واؤو چنچکه چوکی دواہتا التی اف زوق دیتی، کوکوڑیو بورزوکه چوکی ہتو اچه اف پاریچھی دواہتو کاردو۔گور ہتیتان کھاڑان پھاریئی ژینگیئی تھَس وَس کوری بوغدو۔

چڑیلیں لاہور میں

کہتے ہیں کہ پہلے وقتوں میں ہمارے یہاں انسان نما چڑیلیں عام ہوتی تھیں۔ انہیں "گور کیری" کہا جاتا تھا۔ ویسے تو یہ یہاں ہر جگہ پائی جاتی تھیں لیکن ضلع غذر کے علاقے پونیال کی چڑیلیں بہت مشہور تھیں۔ دن کے وقت یہ لوگوں کے گھروں میں عام انسانوں کی طرح رہتی تھیں لیکن رات ہوتے ہی یہ باہر نکل جاتیں۔ ساری چڑیلیں ایک ساتھ پھرتیں اور کوئی انسان یا جانور مل جاتا تو اس کا سارا خون پی جاتیں۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک اچھی بھلی بڑھیا چڑیل بن گئی۔ اس کے سات بیٹے شادی شدہ تھے۔ وہ خود بہت قابل اور سلیقہ شعار عورت تھی۔ اس کا گھرانہ بہت خوش حال اور آباد تھا۔ کسی کو شک بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسی اچھی عورت چڑیل بن گئی ہے۔ وہ دن بھر گھر والوں کو لے کر خوب محنت کرتی اور رات پڑتے وہ سب کو سُلا کر اٹھ جاتی۔ باہر نکل کر دوسری چڑیلوں کے ساتھ رات بھر گھومتی پھرتی اور صبح ہونے سے پہلے چپکے سے آکر اپنے بستر پر لیٹ جاتی۔ اس طرح کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔

چودھویں کے چاند کی رات چڑیلوں کے لیے خاص رات ہوتی۔ اس رات باہر جانے سے پہلے بڑھیا باورچی خانے کے ایک کونے میں کچھ جو کے دانے بو دیتی۔ ایک منتر پڑھ کر دم کرتی تو جو فوراً اگ جاتے۔ پھر منتر پڑھتی تو جو پک جاتے۔ بڑھیا جو کے دانے اتار کر بھون کر سل پر پیستی اور ان کے ستو بنا کر تھوڑے ستو خود کھالیتی اور تھوڑا سا اپنے پلے کو کھلاتی۔ اس کے بعد وہ اپنے چرخے پر سوار ہو کر اُڑ جاتی۔ اس کا پلا بھی اس کے پیچھے پیچھے اُڑتا جاتا۔

چاند رات ساری چڑیلیں جمع ہو کر لاہور چلتیں۔ وہاں ایک بڑے میدان میں سب چرخوں پر سوار پولو کھیلتیں۔ پلا پاس بیٹھ کر بانسری بجاتا، کھیل پر شرط لگتی، ہارنے والی ٹیم کو جیتنے والوں کی خدمت میں ایک جانور یا انسان پیش کرنا ہوتا جس کا خون وہ سب پی جاتیں۔

بڑھیا کے گھر میں بہت سے مویشی تھے۔ جب کبھی وہ کھیل میں ہارتی تو گھر واپس آکر ایک جانور نکال کر چڑیلوں کے حوالے کرتی۔ چڑیلیں اس کا خون پی کر چلی جاتیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ بڑھیا کے جانور ختم ہوتے گئے۔ آخر ایک ایسا دن بھی آگیا کہ اس کے پاس کوئی جانور نہیں رہا۔

اس کے بعد ایک رات بڑھیا میچ ہار گئی۔ وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی۔ باقی چڑیلیں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی گھر پہنچ کر وہ دبے پاؤں اپنے بستر پر پہنچی اور لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد باہر کچھ شور سا ہوا۔ بڑھیا

نے آواز دی: "بچو! باہر نکل کر تو دیکھو یہ کیسا شور ہے؟" ایک بیٹا اُٹھ کر باہر گیا۔ جب وہ دیر تک واپس نہ آیا، اس کی تلاش ہوئی۔ اس کی لاش گھر کے پچھواڑے میں سے ملی۔ اس کے بعد یہ معمول بن گیا کہ رات کو باہر شور ہوتا۔ بڑھیا بچوں سے باہر جا کر دیکھنے کو کہتی اور ایک بیٹا باہر جا کر واپس نہ آتا۔ اس طرح بڑھیا کے بیٹے مرتے رہے اور بہوئیں اپنے میکے کو جاتی رہیں۔ یہاں تک کہ بڑھیا کے بھرے پُرے گھرانے میں صرف ایک بیٹا اور اس کی بیوی رہ گئے۔

بڑھیا کی یہ بہو بڑی ہوشیار عورت تھی۔ وہ کافی عرصے سے اپنی ساس کا جائزہ لے رہی تھی۔ پھر ایک روز چودھویں کی رات آگئی۔ بڑھیا اٹھی جو کے دانے بوئے، جو اُگے اور پک گئے۔ بڑھیا نے سل پر پیس کر ان کے ستو بنائے، خود کھائے، اپنے پلے کو دیے اور چرخے پر سوار ہو کر نکل گئی۔ بہو بھی اٹھی۔ اس نے سل پر سے کھرچ کر کچھ ستو جمع کیے۔ انہیں کھا کر وہ بھی جھاڑو پر سوار ہو کر اُڑتی ہوئی ساس کے پیچھے چلی گئی۔

لاہور کے میدان میں پہنچ کر ساس اور اس کی سہیلیاں پولو کھیلنے لگیں، پلا کنارے پر بانسری بجانے لگا جب کہ بہو جھاڑیوں میں چھپ کر دیکھنے لگی۔ کھیل کے آغاز ہی سے مخالف ٹیم نے بڑھیا کی ٹیم پر گول کرنے شروع کر دیے اور اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ رات کے آخری پہر کو جب کھیل ختم ہوا تو بڑھیا پر درجنوں کے حساب سے گول ہو چکے تھے۔ آخر بڑھیا شکست خوردہ ہو کر گھر واپس آئی۔

بہو ساس سے پہلے گھر پہنچ کر اپنی جگہ پر لیٹ چکی تھی۔ بڑھیا بھی کچھ دیر بعد دبے پاؤں آکر لیٹ گئی۔ اتنے میں باہر شور ہوا۔ بڑھیا نے پکارا کہ کوئی جا کر دیکھ لے۔ بہو نے جواب دیا: ”تیرا بیٹا رات بھر بخار میں مبتلا رہا ہے۔ ابھی کہیں جا کر اس کی آنکھ لگی ہے۔“ ”تو تم ہی جا کر دیکھ لو بیٹی“ بڑھیا نے کہا: بہو بولی: ”میں بچے کو دودھ پلا رہی ہوں۔ آپ خود جا کر کیوں نہیں دیکھ لیتیں؟“

”مجھے رات کو کہاں دکھائی دیتا ہے بیٹی؟“ بڑھیا نے عُذر پیش کیا:

بہو نے کہا: ”تو پھر اپنے پلے سے کہہ دو کہ وہی دروازہ کھول کے دیکھ لے۔“

”یہ کیا کہہ رہی ہو بیٹی؟ پلا بھلا کیسے دروازہ کھول سکتا ہے؟“ بڑھیا منمنائی:

”لاہور کے میدان میں بانسری بجا سکتا ہے تو دروازہ کیوں نہیں کھول سکتا؟“ بہو نے زیر لب کہا:

اس کے بعد بہو اٹھی، ساس کو پکڑ کر اٹھایا، اسے گھسیٹتی ہوئی دروازے تک لے گئی اور باہر دھکا دیا۔ اس کے پلے کو اس کے پیچھے باہر پھینک کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور اپنی جگہ پر جا کر لیٹ گئی۔



ژُووچے غوڑیو سومین

وختہ مائی وختہ ای ژوو بیرائے ای غوڑی۔ ژوو ہر کیہ لوا ژوو وا، حشور چالاک شیطان بیرائے۔ غوڑی مہ یاریری ڈینگ سادہ اقمق۔ غوڑی سادیار غیر کال دی۔ ہمیش پوری حال باک بیرائے۔ غوڑیو پھوک نس گاڑو بیرائے مگم ہتوغو واہخہ کوری کِشیکو نو باک بیرائے۔ ہسے درون اونگی پیخھی شیرائے۔

ژوو غوڑیو گرامبیشو بیرائے۔ ای انوس ژوو بی غوڑیوتے راردو کہ "اے غوڑی، تو ہیہ چھیترو کِشیکو نو بوس کیہ۔ یومونو ځیھچی دیتی بریوس۔ تو مہ سوم سومین کورے۔ ای بیتی ہموکِشیسی"۔ غوڑی خوشان بیرو کہ ژوو تھرار بندہ۔ مہ گنی جام زمین داری کوری پیداوار کوئے۔ یومونو پوری ژیبوم۔

شورو کشمانو وخت بیکو ژوو راردو کہ "گوم کِشیسی۔ تو بیئو، کِشینی یوزونوان اوچے ریشووان بندوبست کورے۔ باقی اشناریان سف اوہ انگوم"۔ غوڑی دروغ دروغ بیتی ہش کوری ہیتان بڑاچھیرو۔ ژوو دی جو ریشو چوغو گنی پیدا بیرو۔

کیش بوتی ژوو غوڑیو تے راردو کہ "تو ژوئے دوسوچے دوسا، کیشو کیشی لاش پھک بیتی نیشیس" غوڑی راردو کہ "اوا کِشو کِشی نیشیم"۔ ژوو کیشو غوڑیوتے دیتی کندو

کوچی بی پاردو۔ غوڑی کھیل وش بیتی کیشو جو ڑینجی کوری ایہہ نیزیکو، ژوو روپھی گیتی کیشو گانی ای داربتہ ژوئے پھتان دیتی ریشوواں روپھیئرو۔

گومو پستیغ کوریکو وخت بیکو ژوو غوڑیوتے راردو کہ "تو غوسپانی دوسوچے دوسا، ژائے کھَشی لاش پِھک بیتی نیشیس"۔ غوڑی راردو کہ " اوا ژائے کھَشی لاش پِھک بیتی نیشیم"۔ ژوو غوسپانی دیاو پور یرو۔ غوڑی ناچار چھوئے روشت دیکہ پت گومو موژو روپھی ژائے کھشیرو۔

گوم توریکو ژوو راردو کہ "فصلو چھیترا تان باژیسی۔ پھور مہ بانی موڑ تہ، کوریکو کہ زمین تا۔ ہیرا کہ بہچیتانی کیہ وخت کہ تا طبیعت ہوئے براخھیئس"۔ ہیہ چالو کوری ژوو گومو سوران خوپی الدو۔ بیچارہ غوڑیوتے خالی گناس اچی بہچیرو۔

اوہتی سال ہیت وا سومین کوریکو صلاحو کاردو۔ ہیہ سال ہیتان موژی آلو کشیکو صلاح بیرو۔ ژوو چال وال کوری نست کینی سالو غون تان نِشی غوڑیو پھوستہ کھوڑ کوری کورمیئرو۔ آلوان نیزیکو وخت بِکو ژوو راردو کہ پیداوارو کیچہ باژیسی۔ ریکو غوڑی راردو کہ " پور تو مو فان پراو۔ ہیہ سال اوہ پھور نسان تتے نو تان دوم"۔ ژوو راردو کہ "تھے تہ چیت وا اوہ کیہ ریمان۔ تتے کہ مناسب سریران ہش کورے"۔ ہش کوری آلوو بے حاجت پھوران غوڑیوتے پھار پیچھی ژوو آلوان نیزی تان دوروتے الدو۔

لومڑی اور خرگوش

ایک تھی لومڑی اور ایک تھا خرگوش۔ دونوں ہمسائے تھے۔ لومڑی بے حد چالاک اور مکار تھی جب کہ خرگوش سیدھا سادا سا۔ لومڑی رات دن مصروف پھرتی رہتی اور خرگوش ہر وقت گھوڑے بیچ کر سوتا رہتا۔ خرگوش کی تھوڑی سی زمین تھی لیکن اس پر محنت نہ کرنے کی وجہ سے بنجر پڑی تھی۔

ایک دن لومڑی خرگوش کے پاس آئی، اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد کھیتی باڑی کا ذکر چھیڑا۔ پوچھا: ”خرگوش میاں! تم روز بروز کاہل ہوتے جا رہے ہو۔ تمھاری زمین ابھی تک بنجر پڑی ہے اور کاشت کا وقت نکلا جا رہا ہے۔“

”بات تو تمھاری ٹھیک ہے لیکن کیا کروں؟ مجھ سے زیادہ کام بھی تو نہیں ہوتا۔“ خرگوش نے جواب دیا: ”سچ پوچھو تو مجھے تمھاری بڑی فکر رہتی ہے۔ ڈرتی ہوں کہ خوراک پیدا نہیں کرو گے تو اگلی سردیوں میں بھوکا مرو گے۔“ خرگوش یہ سن کر بڑا پریشان ہوا اور رونے لگا۔ لومڑی نے اسے تسلی دی اور کہا: ”روتے کیوں ہو؟ تھوڑی سی ہمت پیدا کرو۔ ویسے تم اکیلے تو کاشت نہیں کر سکتے۔ کیوں نہ میں اور تم مل کر بٹائی پر کاشت کریں اور پھر پیداوار آپس میں تقسیم کر لیں؟“ خرگوش یہ سن کر بڑا خوش ہوا۔ اس نے سوچا کہ یہ لومڑی بھی کتنی اچھی ہے؟ اسے میرا کتنا خیال ہے؟

کاشت کاری کا کام شروع کرنے سے پہلے لومڑی نے کہا کہ پہلے ہم یہ طے کر لیں کہ کس کی ذمے داری کیا ہو گی تا کہ بعد میں جھگڑا نہ ہو۔ میرا خیال ہے کہ تم صرف بیج، ہل اور بیلوں کی جوڑی لے آؤ، باقی تمام چیزوں کا بندوبست میں کروں گی۔ خرگوش خوش ہوا کہ اسے صرف چند چیزیں ہی لانی پڑیں گی، باقی کا بندوبست لومڑی کرے گی۔ کاشت کے دن خرگوش بیج، ہل اور بیلوں کی جوڑی لے کر پہنچ گیا۔ لومڑی بھی درخت کی چند سیدھی لمبی ٹہنیاں کاٹ کر لے آئی تا کہ ان سے بیلوں کو ہانکا جا سکے۔۔۔۔ باقی چیزوں سے اس کی مراد یہی تھیں۔

ہل چلانے سے پہلے لومڑی نے پوچھا: ''تم جلدی جلدی ہل چلا کر فارغ ہو جاؤ گے یا سہاگہ پھرتے رہو گے؟۔''۔۔۔ خرگوش نے ہل چلانے کی ذمے داری لی۔ بے چارہ سارا دن سخت زمین پر ہل چلاتا رہا اور لومڑی درخت کے سائے میں سوتی رہی۔ شام کو جب خرگوش سارے کھیت میں ہل چلا کر کھیت کو تیار کر چکا تو لومڑی اٹھی اور جلدی جلدی سہاگہ گھسیٹ کر چلی گئی۔

فصل کو پانی دینے کا وقت آیا تو لومڑی نے پوچھا ''تم کھیت کو جلدی جلدی پانی دے کر سو جاؤ گے یا ساری رات نہر کی رکھوالی کرتے رہو گے؟'' خرگوش کے لیے بھلا اس سے اچھی بات کیا ہوتی کہ جلدی فارغ ہو کر سونے کا موقع ملے۔ اس نے پانی دینے کی ذمے داری لی۔ وہ رات بھر کھڑا فصل کو پانی دیتا رہا جب کہ لومڑی نے ایک دو دفعہ نہر پر جا کر پانی کا جائزہ لیا۔ باقی وقت سوتی رہی۔

اسی طرح دھوکے سے لومڑی خرگوش سے کام کرواتی رہی اور خود آرام سے بیٹھی رہی یہاں تک کہ

گندم کی فصل پک کر تیار ہو گئی۔ گندم کی کٹائی کے وقت لومڑی نے خرگوش سے کہا: ”تم جلدی سے گندم کاٹ کر آرام کرو گے یا دن بھر ان کے گٹھے باندھتے رہو گے“ خرگوش نے گندم کاٹنے کا ذمہ لے لیا۔ وہ دن بھر گندم کاٹتا۔ لومڑی شام کو آ کر ان کے گٹھے باندھ دیتی۔

کٹائی کے بعد پیداوار کی تقسیم کا مرحلہ آیا۔ لومڑی نے کہا: ”دیکھو خرگوش میاں! اب تک میں نے ہر کام تمہاری مرضی پر چھوڑا ہے۔ اب اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو پیداوار کی تقسیم میں کرلوں۔“ خرگوش نے بڑی خوشی سے بات مان لی۔ لومڑی نے کہا: ”فصل کے دو حصے کرتے ہیں۔ اوپر کا حصہ میرا اور نیچے والا تمہارا۔“ خرگوش راضی ہو گیا۔ اس طرح گندم کے سارے دانے لومڑی لے گئی اور خرگوش کے حصے میں خالی بھوسا آیا۔

اگلے سال پھر دونوں نے مل کر کاشت کرنے کا فیصلہ کیا۔ لومڑی نے تجویز پیش کی کہ اس سال پیداوار کی تقسیم کا فیصلہ کاشت سے پہلے ہی کیا جائے اور فیصلہ خرگوش کرے۔ خرگوش بڑا خوش ہوا اور فوراً فیصلہ کیا کہ وہ اس سال فصل کے اُوپر کا حصہ لے گا۔ لومڑی بھی مان گئی۔ اس سال لومڑی نے آلو کاشت کرنے کی تجویز دی۔ سارا سال وہ خود آرام سے بیٹھی رہی اور خرگوش سے کام لیتی رہی۔ جب فصل تیار ہو گئی تو فصل کا نچلا حصہ یعنی سارے آلو لومڑی لے گئی اور خرگوش کے حصے میں اوپر کا حصہ یعنی آلو کے پتے آئے۔

اوہرِخ دوسی موچی

وختہ مائی وختہ ای ژاغا ای اوچوتو موچی بیرائے۔ ہسے چمرو استادیو بچین پورا مُلکہ مشہور بیرائے۔ ہسے ہش اسپاب ساوزیاک بیرائے کہ روئے حیران باک بیرانی۔ استادیار غیر دی ہسے ہر کورمہ تہرار بیرائے۔ روئے ہر کورما ہتوغو سار رائے بشار کوراک بیرانی۔

ای انوس موچی دکانوتے روخنی کوریکو بچین ادرختو بوغدو۔ ادرخہ ای اوہرِخو اژیلی ہتوغو رویتو دیرو۔ موچی اوہرِخ ژیریو دوسی گنی دورا انگیتی حالیرو۔ اوہرِخ ژیری ہیرو بیکو موچی ہتوغو چھیچھیئک شروغ کاردو۔ ای کما سالہ ہسے کیہ دراخ اوہرِخ غیریرو۔ موچی اوہرِخو ہش جام چھیچھیئرو کہ ہیس رویو غون ہورو سوم ای بیتی کوساک بیرائے۔ اوہرِخ خخموتے کوروم دی کوراک بیرائے۔

موچی دوکانہ اوہرِخو بیڈیر دیک چھیچھیرو ۔ خائے ہر کیہ لوا اوہرِخ راردو۔ ہتو طاقتو کیہ کمی۔ لوٹ بیڈیرو کپالار ژانگ نیزی کی دیاک بیرائے، چمرو متی کوری پیشھاک بیرائے۔ اوہرِخِ بیڈیر دیاک بیکو موچی ارمانو چھینیرو۔ اوہرِخ نہ مزدوری مشکھیران نا خسمتیو کیہ ہوش کویان۔ چھوچھی روپھی ویزینہ پت پھِک بیتی دیتی انگوئی۔

اوہرِخ وا کیہ لو ہوش کویا۔ موچی ہورو نمییکو سورا چھیچھیئرو بیرائے۔ چمرو لوہ کوری

سندانه لکھی، کوره که دپھیئلیک باک بیرائے، موچی چموٹو سورا اشاره کوراک بیرائے۔ اوہرغ ٹھیک ہتے ژاغو بیڈیرین دیاک بیرائے۔ موچی راک بیرائے که"عاقلوتے اشاره رے اسونی۔ مه ہیه اوہرغ رویان سار عقلمین۔ رویانتے لو دییلیک بوئے، ہموتے صرفی اشاره کافی"۔

ای انوس موچی چمرو لوه کوری یو نیزی سندانه لکھی اشاره کوریکو بچین ہوستو اوسنیئرو بیرائے، ہرونیه ایہه ہتو سال استاله دروخیرو۔ موچی بے خیلوف بیتی ہوستو کپالتو التی چموٹین سال استاله کوچھیئرو۔ ہے موژی اوہرغ بیڈیرو اوسنئے تیار بیرائے۔ اچی التی دیت موچیو کھاکو برابر موژو۔ موچیو مغز روراش بیتی بوغدو۔

ہتیغار اچی ہیه متال ہوئے که "اوہرغ دوسی موچی" یعنی موژی دوسی استادیو کورموتے تیار بیک۔



ریچھ بنا لوہار

ایک تھا لوہار۔ وہ ضرورت سے زیادہ ہوشیار شخص تھا۔وہ ہر کام دوسروں سے الگ طریقے سے کرتا۔اسے اپنے پیشے میں نت نئے طریقے تلاش کرنے کا بڑا شوق تھا۔

ایک دفعہ لوہار اپنی بھٹی کے لیے کوئلہ بنانے کے لیے جنگل گیا۔ جنگل میں اسے ریچھ کا ایک چھوٹا سا بچہ ملا۔لوہار اسے پکڑ کر گھر لے آیا اور اسے پالنے لگا۔ لوہار نے ریچھ کے بچے کو سدھانا شروع کیا۔ جلد ہی وہ لوہار سے اچھی طرح مانوس ہو گیا اور کتے کی طرح اس کے ساتھ پھرنے لگا۔ بچہ بڑھتے بڑھتے ایک دیو قامت ریچھ بن گیا تو لوہار نے سوچا کہ کیوں نہ اس ہٹے کٹے ریچھ سے کام لیا جائے۔ اسے اپنی دوکان میں ہتھوڑا مارنے والے کی ہمیشہ ضرورت رہتی تھی اور اسے کافی معاوضہ دینا پڑتا تھا۔ اس نے ریچھ کو سکھایا کہ کس طرح لوہے کو ہتھوڑا مارے جب ریچھ ہتھوڑا مارنے کا کام سیکھ گیا تو لوہار کے مزے ہو گئے۔ بغیر مزدوری کے اسے ایک ہتھوڑا مارنے والا مل گیا جو دن بھر لگاتار کام کرتا رہتا۔ وہ نہ تھکتا اور نہ شکایت کرتا۔ وہ بھاری ہتھوڑا سر سے بلند کر کے مارتا تو سخت سے سخت لوہے کو دو ہی ضربوں سے برابر کر دیتا۔

لوہار نے ریچھ کو اس طرح سکھایا تھا کہ پہلے لوہار لوہے کو گرم کر کے اہرن پر رکھ دیتا۔ اس کے بعد

شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتا کہ کہاں ضرب لگانی ہے؟ ریچھ جو تیار کھڑا رہتا، ہتھوڑا اٹھا کر پوری قوت سے اس مقام پر ضرب لگاتا۔ لوہار بڑے فخر سے کہا کرتا: ”کہتے ہیں کہ عقل مند کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اس حساب سے تو صرف میرا ریچھ ہی عقل مند کہلا سکتا ہے جو اشارے پر کام کرتا ہے۔“

ایک دن لوہار نے حسب معمول لوہا گرم کر کے اہرن پر رکھ دیا۔ اشارہ کرنے کے لیے اس نے انگلی اٹھائی ہی تھی کہ اسے سر پر کھجلی ہوئی۔ بے خیالی میں لوہار نے اسی انگلی سے سر میں کھجلی کی۔ اب ریچھ کی نظر انگلی پر تھی۔ اس نے سمجھا اشارہ سر کی طرف ہے۔ ہتھوڑا بلند کیا اور پوری قوت سے لوہار کے سر پر مارا۔ لوہار کا سر پاش پاش ہو گیا اور بے چارے نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

تب سے یہ ضرب المثل بنی ”اوہڑس دوسی موچی“ یعنی ریچھ پکڑا اور اسے لوہار بنا ڈالا۔ یہ مثل ایسے موقع پر بولتے ہیں جب کسی جاہل آدمی کو کاری گرانہ کام سونپ دیا جائے۔



سفید روئے سیاہ بخت

اوا تہ چنگیم تو مہ چنگیس۔ چھوئی روشتو چنگیر انوس چھاغو چنگیر۔ کا کہ چنگیتائے چنگاکو گردانہ۔ وختہ مائی وختہ ای باچھا بیرائے۔ہتو باچھایئہ روئے مستانہِ مست، تنار لچھوران تنار پچوران۔ چوکتو پوراک چوکتو، موڑو پوراک موڑو۔ ہر کورا چیلیکیو چھاغ شابڑوکیو گاز۔ نوغورا چھیر بوئیکو چھیر دی شیر۔ سورمین کھانج دروخمین کھاوشیر۔ سفین سف چھیو۔ کا خانوتے ایویس کاڑتو نو درینیان۔ بول اسونی کپالہ پھور، یراغ شینی شوتور پوتھور۔

ہمونیہ تان باچھو ژور اژیتائے۔ فقط جنتو حور۔ای کوٹھوا مس اِیا یور۔چھوم ہوسیکو زار چھارونیان۔ سف توغو موختو لوڑی ہیر۔ شہ دار باک اوچے کنیزک ڈنیئن ای۔ ژور ایہہ لوڑیکو بوئیکرا لو دونیان۔ لو کہ دویان دردانہ باشینیان۔ چالائے شینی کمخواب ، ادرس ، قناویز۔ گھنہ شینی مشٹی، زریھگیر، پچھاویز، گرائے، دردانہ ویزگوڑو، قھربا شاوائے، تھروشکیر، پھیٹی، زیروک زار، کریٹھیرو شونگ، سوتکو پھولوک، بڑاکو سوتک۔ اسکوردی ہیہ کہ زمین دیِ خونٹھاژوریو سوم ہلاویز، اسمان دی ہوش پھولوک۔ باچھو نہ خور ژاو نہ ژور، بس ہیہ ای پھولوک۔

بس شوخثیتائے مس شوخثیتائے یوران پوروزیتائے۔ خونٹھا ژوری دی گیتی چموٹکیر

ژیری بیکو، باچھا ہورو سبقو بچین تان قاضیو نسه ویشیئتائے۔ باچھو وزیرو ای ژور دی خونځا ژوریو ہمسال اوشوئے۔ ہسے دی سبقا خونځا ژوریو بالوکه ہوئے۔ باچھا خوشان که وزیرو ژور خونځا ژوریوتے خسمت کوئے۔

چندین زمانه شوخخیکار اچی قاضی ہش عادت گنیتائے که ہتے جو کوموران افار سلام کوری یئی اوتیکو، ہسے خونځا ژوریوتے "گیے سفید روئے سیاه بخت" وا وزیرو بد صورت ژوروتے "گیے سیاه روئے سفید بخت" ریکا پرائے۔ ای انوس خونځا ژوری سبقار اچی گیتی تتوتے ریتائے که استاذ متے "سفید روئے سیاه بخت" ریران۔ باچھا چمپہت روپھی ہیچ چقه لکھی قاضیو نسه بی بشار اریر که ہیه کیه لو۔ قاضی ریتائے که "ته ہے ژور صورته بے مثال، عقله اوچے تمیزه کمال، انگار بٹی تھرار مگم ہورو طالعوتے که لوڑین بویان قسمت کیه جام نو سریئران"۔ ہاش ریکو باچھو ہردی پڑاق نیسی چمپاقه دیتی بغائے۔ ہتے تھمامی افس توشو موڑو اوغ بیتی بغانی۔ باچھا ریتائے که "مه ہیه ای پھولوک ژور۔ اپک ٹھخ دیتی ہورو باردیئے اسوم۔ ہورو قسمت که خراب بیرائے وا باچھائی مه کیه حاجت، جاگیرو کیه کوم، بول متے کیه کونی، دولتو کیه خوروتے بہچیئمان۔ ژورو گنی گدایئی نو کو کومان"۔ ہش رے باچھایئو بق پیخھی ژورو گنی گدایئه پونگ پرائے۔

نیسونی شروغ ہوئے۔ چھوئے برابره تت اوچے ژور اف نیسی راہی ارینی۔ بس کوسیتانی مس کوسیتانی یوران کوسیتانی۔ زومو دیکو زوم نیسائے، ڈوکو دیکو خم نیسائے۔ دشت بدشت صحرا بصحرا کوسی کھیل وش۔ خور مخی دروغ دروغ، فقط خاکه لکھیکو بش۔

وانا گاہیوتے ای انوس ای نوغورو شرانه توزی براخ بومتو پرانی۔ چھویئن غیچی خیہچ گویان، اوغ پیارین ژان کھشٹیئران۔ پھار لوڑیکو یئی لوڑیکو نه آدم نه آدم زاد، چھان نو تھراشکیئران۔

نوغورو بیله کانو چھاغه ای داریت خسمتی نیزی باچھا ژورو گنی پیتریچه پیتریچه، اچی غیستی شادغاو، نوغورو دروازه خانا ایھه اوتیتائے۔ لڑیران که اندرینی دی پرنده پر نو کویان، چرنده چر نو کویان، چھیره اوغ دراروو غون۔ مگم نوغوری تنار لچھوران تنار پچھوران۔ ہردیئی گیرو ژیباروم پیاروم اولیئے پیخھی شینی۔ باچھا اوچے ہتو ژور تان طبعیته شپیک، اوغ اوچے میوه غیارمین کوری گنی یو نیسی کانو موڑه نیشیتانی۔ جم ژوتی پی اہتی بیتی ژان ژاغا گیکو باچھا ژورو بندیئتائے که غیارمان اندرینی لکھی گیے، خدایوتے حواله کوری راہی بوسی۔ باچھا کیه خبار که ہیس شاوانان نوغور۔ ژور غیارمان اندرینی پیخھی اچی دروازا گیکو دروازه تنار تان ٹھرپ بند بیتی بغائے۔ ژور اندرینی بند تت بیری۔ قوژد ارینی فریاد ارینی دراغلی زو پھیتانی مگم کیه سود، دروازه ہورین نو ہوئے۔ باچھا بیری کیڑی کیڑی اپک شوشی، ژور اندرینی ہوالوتے۔ بس شوخخیتائے مس شوخخیتائے۔ باچھا کیه راہو ہوش نه کوری تانتے کیڑاو پیخھی راہی اریر۔ بیری تتو ہواز بند بیکو اندرینی ژور دی ارغاڑیک بیتی، اخیر کیانی بوئے پھک ہوئے۔ ہیس اوه بروه کوراو نیشیرو بیرائے، ہرونیه روم کوور پھارار اولوئے، پریٹ پراٹ کوری گیتی تو نسه نشیرو۔ ای کوور لوا پوری یئی کوری توتے راردو که "اے ناچار پلیلی خونځا ژوری، تو کله پت کیڑیس۔ ہیه نوغوری حال بیک ته قسمته شیرائے۔ نصیبو نوشته خور نو بوئے۔ ته نصیب ہیه نوغورو اندرینی تان بوچھوریر۔ تو اسپه لوو جم کارین کار کو۔ لو ہیه که

ہیہ نوغورو اہرکو اندرینی ای نادر جوانو جنازہ لکھی شیر۔ ہتو پونگو دوغورار گنی سال استالہ پت ہزارہا، لاکھ ہا شونج اشٹوغئےشینی۔ تو ہٗے شونجان پونگہ چوکی کینہ نیزی انگوس۔ سال استالہ کہ توریتاو، ہتوو ای لوٹ جوالدیز اشٹوغئے شیر۔ ہے جوالدیزو نیزیکو جوان تازہ بیتی ڈاز ایہہ روپھوئے۔ ہتے وختہ توتان ہمی سف غمان، دوقتان، پڑیک راخثوس، کوریکو کہ تہ نصیب ہے جوانو سوم نیویشی شیر"۔ ہموش رے کوور پور اولوئی بوغدو۔

خونځا ژوری روپھی اندرینی بی لوڑیک شروغ کاردو۔ اہرکو ای ختانہ بیر کہ ہتے جنازہ کوورو راردوٗ غون لکھی شیر۔ ہسے شونجان پونگو دوغورا چوکی نیزیک شروغ کاردو۔ بس شوخثیرو مس شوخثیرو یوران شوخثیرو، اقیلش شونجان خوپی التی پازار توری نیزی سخت ہردی پھت بیتی راردو کہ استانتو نیسی بیری لوڑی ای داربت دلاسہ نوکوبومان۔ بوہت بوہتاو بی استانتو نیسی اف لڑیران کہ نوغورو کھانجو گوچتو لوٹ راہ۔ راہتو روئے ایہہ اف بینیان۔ رویان پوشی ہورو بو ارمان بیرو کہ ای اپک لو کوسوم کہ دوم ۔ کندوری زمانہ بیتی اوشوئے بندہِ زادو سورہ غیچ نو توری۔ ہرونیہ افار ای لوق اندوز پب ژورو اچہ چاکئے یئی نیسیرو۔ خونځا ژوری اف کوری بپوتے اشقالی کاردو کہ "اے مہ شیرین تت، اوا دی تہ ای ناچار ژور۔ ہیہ نوغوری بند، ہردی پھت بیتی بریکو تاب بیتی شیر۔ تان ہے ژورو متے دیت کی۔ کندوری کہ دولت ریسان تتے دوم"۔ بپ کوتروم بیکو خونځاژوری مِسہ اشرفیان ٹیپ کوری شیمینی درے اف لاکیرو۔ اشرفیان پوشی بپ ژورو ہوروہتے دیکو تیار بیرو۔ مِسو خالی کوری ژورو ہتیرا نیشئے ایہہ لاکی بپ پیخھی بوغدو۔

ہموغار اچی خونځا ژوری ہتے کرینیرو کنیزکو گنی جنازو شونجان نیزیک شروغ کاردو۔ ہے موڑی ہیس تان قصو دی کنیزکوتے کاردو۔ کندوری زمانا ای بیتی شونجان نیزیکار اچی ای انوس ہش کوری بوکھار توری نیزیرو بیرانی۔ ہے موڑی سخت خسمت بیتی خونځا ژوری

اوراری بوغدو۔ ہیس اورئے اسیکہ کنیزک شونجان نیزی التی سال استالہ تریئرو۔ اخیر شونج کھول بیکو ہسے سال استالہ ہتے جوالدیزو یئی ژینگیئے نیزیرو۔ جوالدیزو نیزیکو تان جوان "اوہائے ژان، موش اوریئرو بیراتم" رے ڈاز ایہہ روپھیرو۔ کنیزک بشار کاردو کہ "تو کا، تہ دورو روئے کوری"۔ ریکو ہسے راردو کہ "اوا شاوانانن باچھو ژاو۔ مہ نان تت حجوتے بی اسونی۔ متے رے اسونی کہ کا کہ تہ شونجان نیزیتائے ہتوغو سوم تہ نصیب بوئے۔ دی ہنیسے تو متے لو دیت کہ تو نیک بخت کا"۔ کنیزک راردو کہ "اوا ای باچھو ژور۔ ہیہ نوغوری بند بیتی بہچی اسوم۔ ہسے پوریرو مہ کنیزک۔ ہورو کرینی اسوم"۔ ہش ریکو ہسے جوان ایہہ روپھی بے درمان ہسے کومورو سوم اوغ پی ہورو خونځا کوری نیشیئرو۔ خونځا ژوری انگاہ بوئے کہ دنیا خور بیتی شیر۔ کنیزک خونځا بیتی نیشی اسور وا ہیس تان ہتوغو کنیزک۔ ہنیسین قاضیو ہتے لو ہورو ہوشی گیرو کہ ہوروتے کو "سفید روئے سیاہ بخت" راو اوشوئے۔ خائے کیانی کوئے، تان بختوتے کیڑاو کنیزک بیتی کورمان کوراو حال بیرو۔

ای انوس شازدہ شہروتے بوغاوہ تان خونځوتے راردو کہ "تاتے کیاغ انگوم"۔ ہسے شازدو سار پھوناک کاڑبوکی مشکھیرو۔ شازدہ کنیزکو یعنی اصل خونځا ژوریوتے، تو دی کیاغ مشکھیسانا ریکو ہسے راردو کہ "ائے مہ غیچھان روشتی لوٹھورو، متے ای گلابو بڑوک، ای وے نارو مشربہ، ای طوطی وا ای گوشار ساوزیرو واوو نقشہ انگیے"۔

شازدہ گیاوہ کھاڑان نیشانان گنی انگیرو۔ مگم ہتوغو ژانہ شک بہچیرو کہ کنیزک ہمی نیقوبت اشناریان کھیوتے مشکھیتائے۔ ہیس کنیزکو سورا شنڈا باو لوڑیکا دیرو کہ ہیس ہیتان کیاغ کویان۔

ای انوس کنیزک کورمان چھینی اندرینو ختانوتے بیکو شازدہ دی ہتو اچہ چموٹو پھورین چھونی بوغدو۔ دواہتو اچتو اوتی لڑیران کہ کنیزک ہتے اشناریان پروشٹہ جیرئے اسور۔ اچی ہیتان وشکی غیری تان قصان اسکیئیک شروغ کاردو۔ کنیزک قصہ کاردو، شازدہ لش کار

کوری انگیرو۔ قصہ نسی نیسیکو گلابو بژوک براق پھت بیتی بوچھوچھیرو، مشر بو نارو نیسیرو، طوطی گوروڑی بیرو وا واؤو نقشہ خیل گیتی اوشوئے بوغدو۔

ہیہ فاقیو پوشی شازدہ واری وَق حیران۔ دونیرو کہ دی کیچہ کوم ۔ فراق دیتی بے شرمی کومان، شوم نویوکی بوئے، تت بپو عزتہ فرق گوئے۔ کیہ چال کوم کہ ٹِکی دی مو چھیار ڈق دی مو کیڑار۔ ہیہ فکرو موڑی ہیس تان ختانی بی پوریرو۔ ہو خونځا اوریئرو بیرائے۔ کنیزک دی گیتی ای گوچہ لشٹہ دوپ دیرو۔ شازدہ شار استوناو اورارو کھاکہ بی بہچیرو۔ پھار کنیزک دی کیلوالوٹی بیتی بہچیرو۔

چھوئے برابرار غیریکو خونځا انگاہ بیرو۔ لاڑیر کہ شازدہ انگاہ اسور۔ کیانی بوسان رے بشار گنیکو شازدہ راردو کہ "لاڑیمان ویلاغ بیلو ہویا نو۔ نمیژوتے روپھوم"۔ خونځا راردو کہ نو بیتی شیر"۔ شازدہ بشار کاردو کہ " تو ویلاغ بیلو بیکو کیہ ہوش کوس"۔ ریکو ہسے رادو کہ "ویلاغ بیلو کہ ہوئے مہ بیری بوغارو گوئے"۔ شازدہ پھار کوری کنیزکو سار بشار کاردو کہ "تو ویلاغ بیلو بیکو ہوش کوسا"۔ کنیزک اچی کوری راردو کہ "ائے مہ غیچحان روشتی، اوا کیہ ہوش کوم۔ ہیں، لیلوٹ خوځانان سار مہ کارہ شیر کہ ویلاغ بیلو بیکو گھنہ ڈیئنی"۔ ہش ریکو شازدہ ڈاز روپھی قاضیو مشکھئے تان خونځو طلاق دیتی اصل خونځا ژوریو سوم اوغ پیرو۔

چھوچھی روپھی نوغ خونځا نوغورو اشناریان لوڑیک شروغ کاردو۔ لڑیر کہ شازدو ژینو موڑی ہزارہا تاڑ سندئے لکھی شینی۔ ہیتان سورا ختاناںوچے خزانان ہوری لوڑیرو۔ ای صندوقو ایہہ کوری لڑینی کہ ہتیرا ٹیپ ځوہچ کوری شینی۔ شازدہ بے حاجت ځوہچ رے، ہیتان اف اولیئکو چق بیکو، خونځا ہتو نو لاکیرو۔ ہسے راردو کہ "ہمیت بے حاجت نو بونی۔ ضرور باچھا ہمیتان کیہ مقصدہ لکھی اسور"۔ ہش رے ہسے ای کما دروان التی پھیرہ تریئرو۔ ہرونیہ تان ہیرہ ہیارہ روئے پیدا بیک شروغ بیرو۔ ځوہچان سف التی انگارو دریکو ای ٹونگ ٹانگ

بیرو۔ ای داربته پورا ملکو روئے اوچے بول کورار پیدا بیرو۔ ہرونیه باچھا اوچے خونځا دی حجار اچی توریرو۔ ژیری شروغ بیرو۔ دول چوکیرو۔ قسمه قسمه روئے خومیرو۔ خونځا ژوری تان ای شه داروتے راردو که ہموش شکله بپ که ہائے ہتو ہالئے متے خبار کورور۔ ہسے کِتیگینو موژی خبار گیرو که ہسے موش گیتی اسور۔

ژیری نسی نیسیکو خونځاژوری اشپاشورو سار اجازت گنی محرکه بندیئرو۔ محرکا ہسے ہتے مینوو دی مشکھیرو، کوس که بیکو نو لاکی ہالیئے اسیتائے۔ محرکا شپیکار اچی کینه شلوغ دیک بیرو۔ مینوو واری گیکو ہیس تان زندگیو قصو کاردو۔ ہسے اچتو خونځاژوریو واری گیرو۔ ہسے دی تان قصو کاردو۔ قصه نسی نیسیکو ہسے جوالی ایتو چوکی کیڑیرو۔ ہیت تتوچے ژور بیرانی۔

چھوچھی بیکو ای خور لوٹ ژیری بیرو۔ ہتیغار اچی باچھا ژوروچے جمارو گنی تان ملکو تے بوغدو۔ ہتیرا بی ڈنڈورا کوری ملکو رویان اچی بڑاچھیئے باچھایئو ژوروچے جماروتے حواله کاردو۔ ہتیت شاوانان اوچے انسانان کھاژان باچھایئو خاوون بیتی نیشیرو۔

ای نوغه تاو درارو اوہتی نوغه پوروزیرو۔



سفید روئے سیاہ بخت

میں تم سے جھوٹ بولوں، تم مجھ سے جھوٹ بولو، رات دن سے جھوٹ بولے، دن رات سے جھوٹ بولے۔ پر جو بھی جھوٹ بولے، اس کا وبال جھوٹے کی گردن پر۔ ہو سکتا ہے یہ جھوٹ ہو۔ ہو سکتا ہے یہ سچ ہو۔۔۔

کہتے ہیں کہ ایک ملک تھا، جس کا ایک بادشاہ تھا۔ بادشاہ نہایت نیک اور انصاف پسند اور رعایا کا خیر خواہ۔ رعایا بھی بادشاہ پر جان چھڑکتی تھی۔ بادشاہ کو بھی ہر وقت رعایا کی بھلائی کا خیال رہتا۔ نتیجہ یہ کہ ملک میں ہر طرف خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ ہر کوئی اپنے حال میں مست کسی کو کسی کی پروا نہیں۔

مگر ایک غم جو بادشاہ کو کھائے جا رہا تھا اور جس سے رعایا بھی پریشان تھی کہ بادشاہ کی کوئی اولاد نہ تھی جو اس کے تخت و تاج کا وارث ہوتی۔ بادشاہ نے اولاد کے حصول کے لیے کوئی دوا دارو اور پیروں فقیروں کا کوئی آستانہ نہیں چھوڑا لیکن اس کی مراد بھر نہ آئی تھی لیکن ایک دن خدا نے بادشاہ اور اسکے رعایا کی سن ہی لی اور اسے ایک چاند سی بیٹی عطا کی۔ بیٹی کیا تھی جیسے چودھویں کے چاند کا ٹکڑا۔ مسکراتی تو منہ سے موتی جھڑتے، بات کرتی تو ہیرے جواہرات۔ شہزادی کی پیدائش سے سارے ملک میں خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں

تھا۔ خود بادشاہ کو ہر وقت بیٹی کی خوشیوں کا خیال رہتا۔ اس کے لیے کم خواب اور اودرس کا لباس، سونے چاندی ▪ ہیرے جواہرات اور موتیوں کے زیور تیار کیے گئے۔ ایسا لگتا تھا کہ کیا زمین، کیا آسمان سب کو شہزادی کی خوشیوں کا خیال ہے۔

جب شہزادی تھوڑی سی بڑی ہوئی تو بادشاہ کو اس کی تعلیم اور تربیت کا خیال ہوا۔ ملک کے قاضی کو اس کا اتالیق مقرر کیا گیا اور شہزادی اس کے پاس پڑھنے کے لیے جانے لگی۔ بادشاہ کے وزیر کی ایک بیٹی بھی شہزادی کی ہم عمر تھی۔ وہ بھی شہزادی کے ساتھ قاضی کے ہاں پڑھنے کے لیے جانے لگی۔

جب دونوں لڑکیاں سلام کر کے قاضی کے کمرے میں داخل ہوتیں تو قاضی انہیں یوں مخاطب کرتا۔ شہزادی کو کہتا: "آ، اے سفید روئے سیاہ بخت!" اور قاضی کی بیٹی سے کہتا: "آ اے سیاہ روئے سفید بخت!" جب قاضی بار بار ایسا کہنے لگا تو شہزادی کو اچھا نہیں لگا اور اس نے جا کر یہ بات بادشاہ کو بتادی۔ بادشاہ کو اس بات سے بڑی حیرت ہوئی اور اس نے قاضی سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ قاضی نے کہا: "کہنا تو نہیں چاہیے لیکن بات سچ ہے کہ آپ کی شہزادی اگرچہ عقل و صورت میں بے مثل ہے لیکن اس کی قسمت کچھ اچھی معلوم نہیں ہوتی یعنی اس کے نصیبوں میں دکھ ہی دکھ لکھے ہیں۔" یہ سن کر بادشاہ کی تو جیسے دنیا ہی اندھیر ہو گئی۔ اکلوتی بیٹی جو اتنے ارمانوں کے بعد ملی تھی اور جس کو دیکھ دیکھ کر بادشاہ جیتا تھا، اس کے نصیب میں اگر خوشیاں نہیں ہیں تو پھر بادشاہی کس کام کی، مال و دولت کا کیا فائدہ؟ یہ سوچ سوچ کر بادشاہ کا دل دنیا

سے اچاٹ ہو گیا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ بادشاہت چھوڑ کر فقیر بن جائے گا اور جگہ جگہ پھر کر وقت گزارے گا۔ بادشاہ کا فیصلہ سن کر شہزادی نے کہا کہ جب میرے نصیب میں خوشیاں نہیں اور میری وجہ سے آپ ترک دنیا کر رہے ہیں تو میں یہاں کیا کروں گی؟ سو اس نے بھی باپ کے ساتھ بن باس کا ارادہ کر لیا۔

ایک دن صبح سویرے منہ اندھیرے باپ بیٹی بغیر کسی کو بتائے چپ چاپ نکل پڑے۔ وہ دونوں چلتے رہے، ملک ملک اور شہر شہر۔ دن ہفتوں میں، ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں بدلتے رہے۔ وہ چلتے رہے کو بہ کو، صحرا بہ صحرا یہاں تک کہ وہ ایک دن ایک بہت بڑے قلعے کے دروازے پر پہنچے۔ دونوں بھوک پیاس اور تھکن سے نڈھال تھے۔ بے حال ہو کر قلعے کے دروازے کے سامنے گر پڑے لیکن انہیں حیرت ہوئی کہ اتنا بڑا قلعہ۔ پر نہ آدم نہ آدم زاد۔ آخر بڑی دیر بعد وہ ڈرتے ڈرتے اندر داخل ہوئے۔ اندر بھی وہی ہو کا عالم لیکن اس سے بڑھ کر حیرت کی بات یہ کہ قلعے کے اندر دیگیں چڑھی ہوئی تھیں اور انواع واقسام کے کھانے پک رہے تھے۔ بھوکے تو وہ دونوں تھے ہی، اپنی اپنی پسند کے کھانے برتنوں میں لے کر باہر نکلے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر کھانے لگے۔ کھانے سے فارغ ہو کر باپ نے بیٹی سے کہا کہ برتن اندر رکھ آؤ۔ بیٹی برتن رکھ کر جب دروازے پر آئی تو دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ بیٹی اندر بند اور باپ باہر۔ بڑی دیر تک دونوں دروازہ پیٹتے اور چیختے چلاتے رہے لیکن کب تک؟ جب دروازہ کھلنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو باپ اس کو تقدیر کا لکھا سمجھ کر روتے ہوئے وہاں سے روانہ ہو گیا۔ جب باہر باپ کی

آواز بند ہوئی تو اندر بیٹی بھی سمجھ گئی کہ اس کی قسمت میں اس قلعے میں رہنا لکھا ہے۔ رونا دھونا بند کر کے وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ اتنے میں کبوتروں کا ایک غول آ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔ کبوتروں میں سے ایک کبوتر اس سے کہنے لگا: "اے بد قسمت شہزادی! رونے دھونے سے تمھیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیوں کہ اس قلعے میں رہنا تمہاری قسمت میں لکھا ہے اگر تیرے برے دن بدلیں گے تو اسی قلعے میں لیکن اس کے لیے تمہیں ہمارے کہے پر عمل کرنا ہو گا۔ اس قلعے کے ایک اندرونی کمرے میں ایک خوبصورت نوجوان کی لاش رکھی ہے۔ اس لاش کے سارے جسم میں سر سے پاؤں تک ہزاروں سوئیاں چبھی ہوئی ہیں۔ تمہیں پاؤں سے شروع کر کے یہ سوئیاں نکالنی ہوں گی۔ جب ساری سوئیاں نکل چکیں تو آخر میں وہ بڑی سوئی نکالنا جو کھوپڑی میں چبھی ہے۔ اس بڑی سوئی کے نکلتے ہی لاش جی اٹھے گی۔ اسی دن تیرے برے دن بھی پھریں گے کیوں کہ اسی جوان کے ساتھ تیری قسمت وابستہ ہے۔" یہ کہہ کر کبوتروں کا غول اُڑ گیا۔

شہزادی اُٹھی اور قلعے کے اندر کے کمروں کا جائزہ لینے لگی۔ ایک کمرے میں اسے نوجوان کی لاش ملی جس کے سارے جسم پر سوئیاں چبھی ہوئی تھیں۔ شہزادی بیٹھ کر سوئیاں نکالنے لگی۔ وہ سوئیاں چنتی رہی۔ نا معلوم کتنا وقت گزرا تھا وہ سینے تک سوئیاں نکال چکی تھی کہ اسے سخت خواہش ہوئی کہ کسی زندہ انسان پر نظر پڑے۔ باہر نکل کر وہ قلعے کی چھت پر چڑھی۔ باہر کیا دیکھتی ہے کہ قلعے کی دیوار کے ساتھ ایک سڑک ہے جس پر لوگ آ جا رہے ہیں۔ بڑی دیر تک وہ لوگوں کو دیکھنے میں محو رہی۔ اتنے میں ایک مفلوک الحال

بوڑھا اور ایک جوان لڑکی جاتے دکھائی دیے۔ شہزادی نے بوڑھے کو آواز دی: ”اے میرے بزرگ! میں بھی تیری ایک لاچار بیٹی اس قلعے میں بند تنہائی سے مری جا رہی ہوں۔ کیا تو اپنی یہ بیٹی میرے پاس نہیں چھوڑے گا کہ یہ میری تنہائیوں کی ساتھی ہو۔ اس کے بدلے جتنی چاہو، دولت لے لو۔“ بوڑھے کو کش مکش میں دیکھ کر اس نے ایک بڑی سینی میں اشرفیاں بھر کر رسی کے ذریعے نیچے اتار دی۔ اشرفیاں خالی کر کے بوڑھے نے لڑکی سینی میں بٹھا دی اور شہزادی نے اسے اوپر کھینچ لیا۔ یہ بوڑھا دراصل بادشاہ کا وزیر تھا اور لڑکی اس کی وہی بیٹی جو شہزادی کی سہیلی تھی لیکن کسی نے کسی کو نہیں پہچانا۔

اس کے بعد شہزادی اپنی زر خرید کنیز کو لے کر سوئیاں چننے لگی۔ ایک دن وہ دونوں سوئیاں چن رہے تھے۔ کام آخری مرحلے میں تھا یعنی پیشانی تک سوئیاں نکالی جا چکی تھیں۔ سر کے اُوپر والے حصے میں کچھ سوئیاں باقی تھیں۔ اتنے میں شہزادی کو سخت نیند آگئی اور وہ وہیں سو گئی۔ اس دوران کنیز سوئیاں چنتی رہی۔ جب ساری سوئیاں ختم ہو گئیں تو اس نے آخری بڑی سوئی بھی کھینچ نکالی۔ اس سوئی کا نکلنا تھا کہ نوجوان انگڑائی لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ کنیز نے پوچھا کہ وہ کون ہے اور یہ سب کچھ کیا ہے؟ نوجوان نے کہا: ”میں بادشاہِ جنات کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میرے ماں باپ حج پر جاتے ہوئے مجھے یوں سلا گئے تھے۔ مجھے ہدایت کی تھی جو لڑکی سوئیاں نکال کر مجھے بیدار کر دے، اسی کے ساتھ میری شادی ہو۔ اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے آئی ہو؟“

کنیز نے کچھ سوچ کر جواب دیا "میں ایک شہزادی ہوں۔ قسمت کے چکر نے مجھے یہاں پہنچا دیا۔ وہ سوئی ہوئی میری زر خرید کنیز ہے۔" یہ سن کر شہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اور فوراً کنیز سے شادی کر لی۔

تھوڑی دیر بعد شہزادی جاگ گئی تو اس کی دنیا ہی بدل چکی تھی۔ اس کی کنیز شہزادی بن چکی تھی اور وہ خود اس کی کنیز۔ اب وہ کس کو اصل کہانی سناتی اور کون اس کا یقین کرتا ناچار چپ ہو گئی اور کنیز بن کر خدمت میں جت گئی۔ اب اسے پوری طرح سمجھ آ گئی کہ قاضی اسے "سفید روئے سیاہ بخت" کیوں کہا کرتا تھا؟

اس طرح نجانے کتنا عرصہ گذر گیا۔ ایک دن شہزادہ باہر جا رہا تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ اس کے لیے کیا لائے؟ بیوی نے ایک ناچنے والی گڑیا کی فرمائش کی۔ کنیز یعنی اصل شہزادی بھی وہاں موجود تھی۔ شہزادے نے اس سے بھی پوچھا کہ اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دے۔ شہزادی نے کہا: "میرے آقا! آپ سے کیسے کہوں کہ میرے لیے کچھ لائیں۔ پھر بھی اگر تکلیف نہ ہو تو میرے لیے ایک گلاب کی کلی، ایک طوطا، ایک بغیر ٹونٹی کا لوٹا اور ایک آٹے کا بنا ہوا بڑھیا کا مجسمہ لے آنا۔" شہزادہ واپسی پر یہ ساری چیزیں لے آیا۔ اس طرح کی عجیب و غریب چیزیں منگوانے پر اسے کنیز کے بارے میں شک پیدا ہو گیا۔ وہ اس دن سے چھپ چھپ کر کنیز کی نگرانی کرنے لگا۔

ایک شام اس نے دیکھا کہ کنیز کام ختم کر کے ایک اندرونی کمرے میں چلی گئی۔ شہزادہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا اور دروازے کی اوٹ سے دیکھنے لگا۔ کنیز اندر گئی سارے تحفے نکال کے سامنے رکھے اور اپنی کہانی

سنانے لگی۔ شہزادہ دروازے سے لگا کہانی سنتا رہا اور اندر کا سارا منظر دیکھتا رہا۔ کہانی ختم ہوئی تو شہزادے نے دیکھا کہ گلاب کی کلی کھل اُٹھی، لوٹے کی ٹونٹی نکل آئی، طوطا گونگا ہو گیا اور بڑھیا کا مجسمہ پسینہ آنے سے پگھل گیا۔ یہ سب دیکھ کر شہزادہ حیران رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اِسی شش و پنج میں وہ جا کر اپنے کمرے میں لیٹ گیا لیکن اس پریشانی میں نیند کہاں؟ وہ کروٹیں بدلتا رہا۔

رات کے پچھلے پہر بیوی کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے شوہر کو یوں کروٹیں بدلتے دیکھ پوچھا کہ کیا بات ہے؟

شہزادے نے کہا: ”نماز کے لیے اُٹھنا چاہتا ہوں لیکن معلوم نہیں، فجر کے وقت میں کتنی دیر ہے؟“

”ابھی کافی رات باقی ہے۔“ اس کی بیوی نے جواب دیا: شہزادے نے پوچھا کہ اسے کیسے معلوم ہوا کہ ابھی صبح ہونے میں دیر ہے؟ ”جب صبح ہونے کو آتی ہے تو مجھے بیت الخلا جانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔“ بیوی نے کہا: کنیز یعنی اصل شہزادی دروازے کے باہر سوئی ہوئی تھی۔ شہزادے نے اسے پکارا: ”کیا تم بتا سکتی ہو کہ رات کتنی باقی ہے؟“

میرے آقا! اس نے باہر سے جواب دیا: ”میری اتنی عقل کہاں؟ لیکن بڑوں سے سنا ہے کہ صبح ہونے کو آتی ہے تو گلے میں پہنے ہوئے زیورات کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔“ یہ سن کر شہزادے کو یقین آ گیا کہ یہی اصل شہزادی ہے اور دوسری جھوٹی۔ وہ فوراً اُٹھا، بیوی کو طلاق دے دی اور اصل شہزادی سے شادی

کر لی۔

جب شہزادی کو اس کا اصل مقام مل گیا تو اس نے محل کا جائزہ لینا شروع کیا۔ شہزادے کے کمرے میں اسے ہزاروں چابیوں کا گچھا ملا۔ چابیوں کی مدد سے انہوں نے محل کے کمرے کھول کر دیکھنے شروع کر دیے۔ خزانوں اور دیگر قیمتی اشیا کو دیکھتے ہوئے انہیں ایک صندوق بالوں سے بھرا ہوا ملا۔ شہزادے نے ان کو فالتو سمجھ کر پھینکنا چاہا تو شہزادی نے اسے منع کیا اور چند بال اُٹھا کر آگ میں ڈال دیے۔ اچانک اِدھر اُدھر سے لوگ نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ شہزادی نے سارے بال آگ میں ڈال دیے تو فوراً پورا شہر لوگوں سے بھر گیا۔ محل پھر سے آباد ہو گیا۔ اسی اثنا میں بادشاہ اور ملکہ بھی حج سے واپس پہنچ گئے۔ جشن کا اعلان ہوا اور عام دعوت شروع ہوئی۔ ساری دنیا میں چرچا ہوا اور قسم قسم کے لوگ جمع ہونے لگے۔ شہزادی نے اپنے ملازموں کو بتایا کہ فلاں شکل وصورت کا آدمی آئے تو اسے جشن کے اختتام تک مہمان بنا کر ٹھہرایا جائے۔

جشن ختم ہوا تو شہزادی نے اس مہمان کے بارے میں دریافت کیا۔ اسے بتایا گیا کہ وہ آچکا ہے اور محل کے اندر اسے ٹھہرایا گیا ہے۔

عام جشن ختم ہوا تو شہزادی نے بادشاہ کی اجازت سے ایک خصوصی دعوت کا حکم دیا۔ اس دعوت میں اس اجنبی مہمان کو بھی بلایا گیا۔ کھانے کے بعد کہا گیا کہ سب شرکائے محفل باری باری کوئی دل چسپ کہانی سنائیں۔ جب شہزادی کی باری آئی تو اس نے اپنی ہی زندگی کی کہانی سنائی۔ اس کے بعد اجنبی مہمان کی باری

آئی۔ اس کی کہانی بھی اس کی اپنی ہی زندگی کی تھی۔ اجنبی مہمان شہزادی کا اپنا باپ بادشاہ نکلا۔ باپ بیٹی گلے مل کر روئے۔

اگلے دن ایک اور جشن شروع ہوا۔ اس کے بعد غریب الوطن بادشاہ اپنی بیٹی اور داماد کو لے کر اپنے ملک کو روانہ ہوا۔ بادشاہ کے غائب ہونے کے بعد وہاں کی ساری رعایا اِدھر اُدھر بکھر گئی تھی اور ملک ویران پڑا تھا۔ ڈھنڈورا پیٹا گیا، رعایا پھر سے جمع ہو گئی اور بادشاہ نے ملک بیٹی اور داماد کے حوالے کر کے اپنا باقی وقت یادِ خدا میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔ دوسری طرف جنوں کے بادشاہ نے بھی اپنی بادشاہت ان کے سپرد کر دی۔ اس طرح وہ انسانوں اور جنوں دونوں بادشاہتوں کے مالک بن گئے۔



شاہ بُریاء ولی

وختہ مائی وختہ تروئے بزرگان کورار لکھی چھترارہ پیدا بیرو۔ ہیت تان موژی شیرین برارگینی بیرانی۔ ایوالیو نام شاہ محمد رضائے ولی بیرائے۔ ہسے سنوغرہ حال بیرو۔ ہتوغو زیارت ہتیرہ شیر۔ ایوالیو نام شاہ محمد وصی ولی بیرائے۔ ہسے تورکھوو ریچہ بی حال بیرو۔ ہتو زیارت ریچہ شیر۔ ترو یو برار گیتی چھترارو پایہ تختہ حال بیرو۔ ہورو نام شاہ بُریائے ولی بیرائے۔

ہے زمانا چھترارو ملکو سورہ رئیس خاندانو میتاری بیرائے۔ شاہ بُریائے ولی کندوری زمانہ چھترارہ حال بیکار اچہ حقوتے توریرو۔ میتار ہتوغوتے بو اخلاص مند بیرائے۔ ہتو بو احترامو سورا ژانگ بازارہ تان نوغورو اندرینی دفن کاردو۔

بزرگو شوخشیکار سوت بس اچہ، میتار چھویو محرکا نیشیرو بیرائے۔ ہرونیہ بیریار ڈق گیتی رازدو کہ ای موش بدخشانار گیتی اسور۔ میتاروتے کیہ ضروری نِشان انگیتی اسوم ریران۔ میتار تو یئی مشکھیکو ہتے موش راردو کہ "اوہ بدخشانار گیاوہ، ویزین دوراہو آنہ شاہ بُریائے ولی بزرگ مہ دوچھارہ ہائے۔ ہسے متے جو پلوغ دیتی ریتائے کہ ایغو چھترارہ التی میتاروتے دیت ایغو سنگین علیوتے۔ (سنگین علی، بابا ایوب درویشو نویس، ہے وختہ

رئیس میتارو وزیر بیرائے) ہش رے موش جو پلوغ نیزی پہار ترینرو۔

میتار راردو کہ "اے موش تو کیہ براخچوسائے۔ بزرگ شوخخی اسپہ ہتوغو پوتھور کوری سوت بس ہوئے"۔ میتار ہش رے پلوغو ژینو موڑی پہار ڈیلیئرو۔ سنگین علی میتارو غیچھوتے لوڑی پہار خشپ کوری ہتے ای پلوغو دی پئی گنی کھاڑان طواف کوری شوقو بیخی پیخھیرو۔

دورہ بی سنگین علی ای پلوغو تان ژوردو، ایغو تان بوکوتے دیرو۔ پہار چھویو خوشپہ میتارو غیچی شاہ بُریائے ولی گیتی راردو کہ "اوا تہ خاندانوتے چھترارو باچھائیو وا سنگین علیوتے وزیریو مہربانی کوری اسیتام۔ مگم تو ہتوغو اف پاریچھیتاو۔ سنگین علی باچھائیو دی تہ سار گنیتائے"۔

روشتی خومیکو میتار رویان گنی بی بزرگو قبرو زراٹھئے لڑیر کہ ہتوو خالی کفن پیخھی شیر۔

سنگین علی پلوغو بِیان التی بزرگو زیارتو نسہ بویئرو۔ ہتے بِیار پلوغ اژی کان بیرو۔ ہتے کان چھور پونج شور سال اچہ ہنیسین دی ہش تان شخل وخل بیتی لاو کویان۔ حالانکہ ہیہ ژاغا پلوغو کانو عمر بشیر پونج سالار زیاد نو بوئے۔

ہسے انوسار اچی رئیسو میتاری کمزور باو گیرو، وا سنگین علیو خاندان انوسار انوس طاقتور باو گیرو۔ سنگین علیو جو ژیرژاو اژیرو۔ ایغوتے محمد رضا نام لکھیرو، ایغوتے محمد بیگ۔ ہمیت لوٹ بیتی ہرونی طاقت لاردو کہ رئیسو میتاری ہتیتان پروشٹہ اینگار پھوو ٹیکہ شیاق بہچیرو۔ اخیر ای کما سال اچہ محمد بیگو ژاو موڑکھووار یو گیتی رئیس میتارو

کیرزیئے چھترارو تختو تان گانیرو۔ ہے نسلہ میتاری تروئے چھور شور سال بہچیتائے۔ رئیس میتارو نسل ہنیسین ہیہ علاقا بو کم مگم سنگین علیو نسل اوبولی دُنیار نیسی اسونی۔ عام طورہ ہیہ لو مشہورکہ ہیہ بزرگ شاہ بوریائے ولیو نَفَسو برکت۔



شاہ بُریاء ولی

کہتے ہیں کسی وقت ملک چترال میں تین بزرگ ایک ساتھ نموارد ہوئے۔ وہ تینوں سگے بھائی تھے۔ ان میں سے ایک کا نام شاہ محمد رضا ولی تھا۔ وہ سنوغر کے خوبصورت گاؤں میں ٹھہر گئے۔ ان کا مزار یہیں پر ہے اور ان کی اولاد بھی اسی علاقے میں آباد ہے۔ دوسرے بھائی کا نام شاہ محمد وصی ولی تھا۔ آپ نے علاقہ تور کھو کے گاؤں ریچ میں قیام کیا اور یہیں مدفون ہوئے۔ ان کی اولاد اسی علاقے میں پائی جاتی ہے۔ تیسرے بھائی شاہ بُریا ولی کہلاتے تھے۔ یہ بزرگ دارالسلطنت چترال میں قیام پذیر ہوئے۔ اس بزرگ کو پورے ملک میں نہایت عقیدت اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس زمانے میں چترال پر جس خاندان کی بادشاہت تھی، اسے رئیس کہا جاتا ہے۔ بادشاہ وقت بھی اس بزرگ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ یہ بزرگ کئی سال یہاں رشد و ہدایت کا کام کرنے کے بعد فوت ہوئے۔ بادشاہ خود ان کے جنازے میں شریک ہوا اور اسے جنگ بازار کی جامع مسجد کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

بزرگ کی وفات کے سات دن بعد ایک دن بادشاہ رات کے کھانے کے بعد اپنے خصوصی مصاحبین کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں دربان نے اطلاع دی کی باہر ایک شخص ملک بدخشاں سے آیا ہے اور کہتا ہے کہ

وہ بادشاہ کے لیے کوئی خاص پیغام لایا ہے۔ بادشاہ نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اس شخص نے حاضر ہو کر بتایا: "میں بدخشاں سے آرہا تھا۔ دوراہ کا پہاڑی درہ پار کرتے ہوئے میری ملاقات بزرگ شاہ ثریا ولی سے ہوئی۔ وہ بدخشاں کی طرف جارہے تھے۔ انہوں نے مجھے دو سیب دیے اور حکم دیا کہ ایک سیب بادشاہ کو دوں اور دوسرا سنگین علی کو۔" یہ کہہ کر اس نے دو سیب پیش کیے۔ بادشاہ یہ سن کر ہنسا اور یہ کہہ کر سیب فرش پر ایک طرف لڑھکا دیا کہ کسی نے تمہارے ساتھ مذاق کیا ہے۔ سنگین علی جو ایک بزرگ بابا ایوب کے پوتے اور بادشاہ کے وزیر تھے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نہ صرف اپنا سیب بڑے ادب سے وصول کیا بل کہ بادشاہ کا پھینکا ہوا سیب بھی اُٹھا کر بوسہ دیا اور جیب میں ڈال دیا۔ گھر پہنچ کر سنگین علی نے ایک سیب خود کھایا اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دیا۔ سیب کے بیج اس نے شاہ ثریا کے مزار کے پاس بو دیے۔

اسی رات بادشاہ نے خواب میں شاہ ثریا ولی کو دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے: "میں نے اس ملک کی بادشاہت تمہاری اولاد کو اور وزارت سنگین علی کے خاندان کو دے دی تھی۔ افسوس کہ تم نے میرا تحفہ پھینک دیا۔ سنگین علی نے بادشاہت تم سے لے لی۔" صبح ہوئی تو بادشاہ نے مزار کھلوا کر دیکھا۔ اس میں خالی کفن پڑا تھا۔

کہتے ہیں اس دن سے رئیس خاندان کا زوال شروع ہوا اور سنگین علی کی طاقت میں اضافہ ہوتا گیا۔ ان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے ایک کا نام محمد رضا اور دوسرے کا محمد بیگ رکھا گیا۔ آگے چل کر ان دونوں کو اس قدر طاقت حاصل ہوئی کہ بادشاہ کی حیثیت ان کے سامنے کٹھ پتلی سے زیادہ نہیں رہی۔ چند

سال اسی طرح گذر گئے تو محمد بیگ کے بیٹوں نے آخری رئیس بادشاہ کو تخت سے اتار دیا اور محمد بیگ کا بڑا بیٹا محترم شاہ کٹور چترال کے تخت پر بیٹھا۔ اس خاندان کی حکومت کوئی تین سو سال تک اس ملک پر رہی۔ کہتے ہیں کہ سنگین علی نے جو بیج مزار کے ساتھ بوئے تھے، ان سے ایک درخت اُگ آیا جو دو تین سو سال تک ہرا بھرا رہا اور پھل دیتا رہا۔ حالاں کہ یہاں سیب کے درخت کی عمر بیس تیس سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ بات عام طور پر مشہور تھی کہ یہ درخت اس وقت تک پھل دیتا رہے گا، جب تک سنگین علی کے خاندان میں اقتدار رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔

آج سنگین علی کی اولاد سے یہ ملک بھرا پڑا ہے جب کہ رئیس بادشاہوں کی اولاد کو انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے۔ اسے بھی اس بزرگ کی دعا کا اثر سمجھا جاتا ہے۔



داربتو شالی

قدیم زامانا پرواکو میدان سیناری ژوئے نیزی آبادبیرائے۔ اچه سین موڑہ بیکو ژوئے بند بیتی ہیہ ژاغه اچی بیابان بیرو۔ ہے زمانا پرواکو پورا علاقه تروئے برارگینان جائداد بیرائے۔ ای برارو نام سگ ، ایوالیو نام شپیر، وا ایوالیو نام داربتو شالی بیرائے۔ ہنیسے دی پرواکو ای حصوتے سگو لشٹ، ایغوتے شپیرو لشٹ وا ایغوتے داربتوشالیو لشٹ رینی۔

ہرونی لوٹ جائدادو خاون بیکین ہے برارگینی زبردست قواتینگ بیرانی۔ ہیتان زمینو پیداوار اوچے مال داریو کیه اندازہ نو بیرائے۔

ای مکالا ہے برارگینی ایغو دَورا ملکو رویانتے مینویتی دیرو۔ ایوالی مینو دوروتے گیاوا ہتیتانتے گوم ژو پیانداز درارو۔ جوو ہسے برار سناپچی کوری ہتو سورا ختانو کھانجان مَنی مینوان ہتئے نشیئرو۔ ترویو ہتو مال دارائیو صفت بیرائے۔ ہسے اوغو ژاغا چھیرو سورہ خورہ غیردئے ژو پیشی ہتیتانتے شپیک کاردو۔

ہمی برارگینیان موژی داربتو شالی سفو سار قواتینگ، مگم سخت شوخ بیرائے۔ ہتو دورار کوستے خیر سخاوت نو تان باک بیرائے۔ دوری واخاجم کوستے پھوک کیاغ دیکو ہسے دورو رویان ماریکو روپھاک بیرائے۔

ای انوس ہسے پورا لیشپایو وارغانو سورپونگان اوچے خویانن سوم ای کوری لچھیئکوتے ہتوو درے کوئی بوغدو بیرائے۔ ہسے نو اسیکه شرانه ای تہیش مشکھاک گیتی راردو که "اَوہ ئیہچی دیتی اسوم۔ کورہ پوچیرو کیاغ متے انگیور"۔ دورو روئے دوری کیاغ نیکی ریکو ہسے راردو که ہمونی لوٹ موشو دوری کیچه کیاغ نو بویان۔ ہسے اف نو نیسی چاک بیکو دورو روئے بوہتواو، لیشپایو ای پونگو اوچے ای پولیرو تہیش مشکھاکو تے دیتی تو اف نیئرو۔

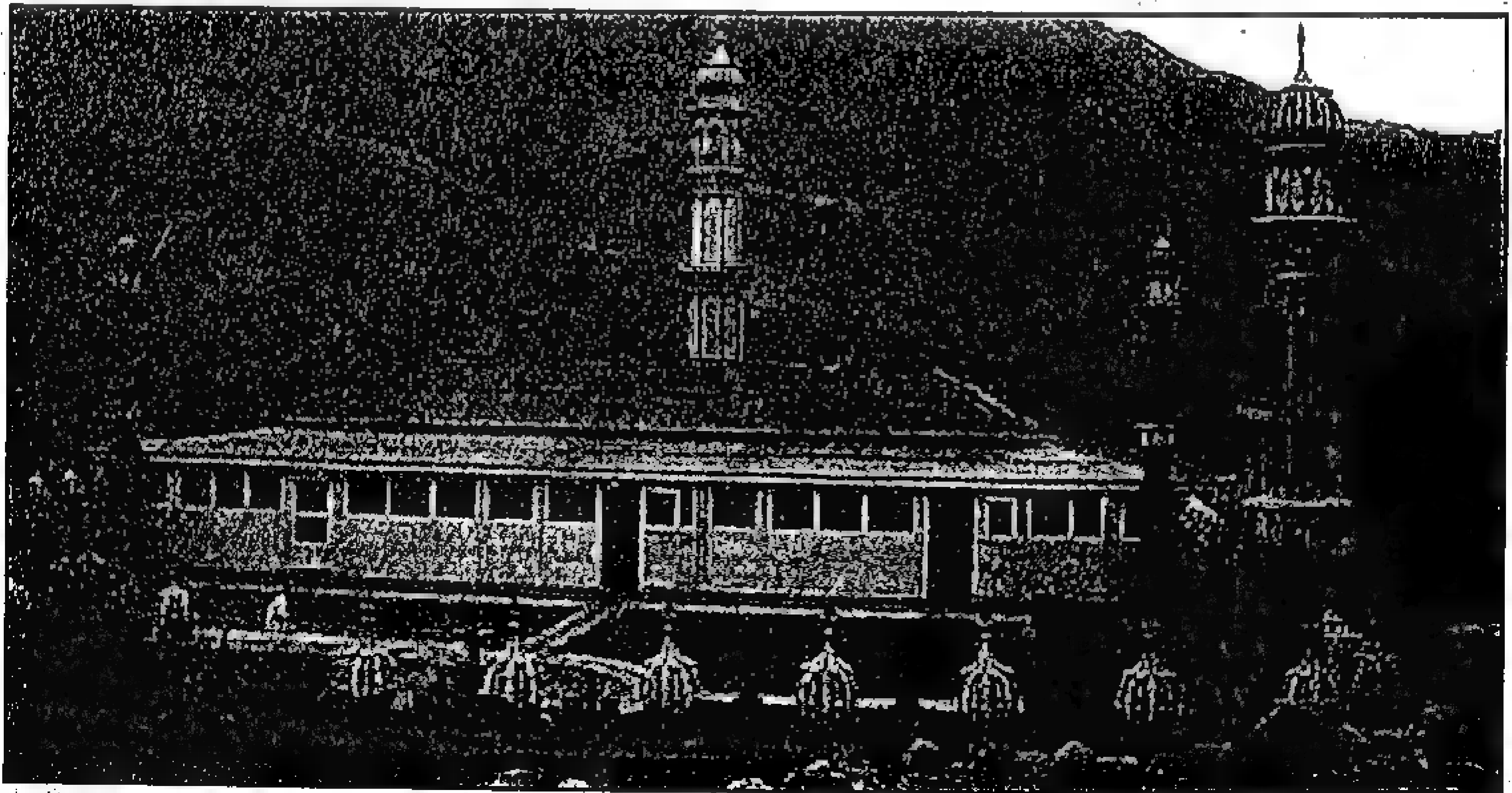
داربتو شالی اچی گیکو لچھیئرو پوشوران چدینو سوم کوری انگیتی تو پروشٹه لکھیرو۔ داربتو شالی پوشوران پھار یئی کوری لڑیر که ای پونگ اوچے پولیرو نیکی۔ ہسے بشار کاردو که "پونگ اوچے پولیرو کوئے بغانی"۔ دورو روئے راردو که "خدائی مشکھاک ئیہچی دیتی اسوم ریکو ہتوتے پھریتام"۔ ہش ریکو پھار داربتو شالی "اوہ مه پونگئے، اوہ مه پولیرو" رے اوسنی بومتو دیتی ژان نیسی بوغدو۔

داربتو شالی بریکو روئے ہتو کھڑیئکو بندوبسته بیرو۔ ہے موڑی پھار داربتو شالیوتے حساب کتابو جو فرشته گان گیتی خومیرو۔ ای فرشتو سوم کتاب بیرائے، ہتے ایغو سوم لوٹ ڈمبوز۔ اولیو فرشته کتابه لوڑاو داربتو شالیو عملان بیان کوریک شروغ کاردو۔ خائے ہتو عملان کتابه شوخیار غیر کیاغ بوئے۔ فرشته ہتو ای نا روئیو بیان کاردو۔ کوریکو ہتے ڈمبوز گنیرو فرشته ڈمبوزین اچی التی ہتوتے لکھیرو۔ ہرونیه ہتے تہیش مشکھاکوتے دیرو لشپایو پونگ بہت پروشٹی نیسی ڈمبوزو دوسیرو۔ کتاب گنیرو فرشته ہتو ای خور شوخیو بیان کاردو۔ ڈمبوز گانیرو فرشته ہتے ای وشکیار ہتوتے لکھیرو۔ ہرونیه ہتے پولیرو ہے وشکیار گیتی

ڈمبوزو دوسیرو۔

ہے قسمہ گتاب گنیرو فرشتہ ہتوغو شوم عملان اشماریئاو انگیرو۔ ہر عملو بچین فرشتہ ڈمبوزو اچی التی لکھیکو، پونگ اوچے پولیرو پروشٹی نیسأو ہتوتے کھیڑی بیرو۔ ہموش بیتی ہتے کتاب نَسی نیسیکہ پت پونگ اوچے پولیرو فرشتو ڈمبوزوتے وال بیتی ہتو سوم توریکو نو لاکیرو۔

ہرونی مودا روئے داربتو شالیو کھاڑیئکو بچین تیارئے، گنی قبرستانہ تاریئرو۔ قبرو لکھاوہ داربتو شالی ژونو بیتی ڈاز رو پھیرو۔ ہسے بیردو نو بیرائے، کھور کھوسوک بوغدو بیرائے۔ ہتیغار اچی ہسے شوخیار توبہ کوری بو سخی بندہ بیتی حال بیرو۔



دار بتو شالی

قدیم زمانے میں وادی چترال میں سنوغر گاؤں کے سامنے پرواک کا میدان ایک بہت ہی ہرا بھرا اور آباد علاقہ تھا۔ اسے دریا سے ایک نہر نکال کر آباد کیا گیا تھا۔ بعد میں دریا کے پانی کی سطح نیچے ہوگئی تو یہ علاقہ بنجر ہوگیا۔ ماضی قریب میں ساتھ بہنے والے نالے سے نہر نکال کر اسے پھر سے آباد کیا گیا ہے۔

جس زمانے کا یہ قصہ ہے، ان دنوں یہ سارا علاقہ، جہاں آج کل ہزاروں کی آبادی بستی ہے، صرف تین بھائیوں کی جائیداد تھی۔ ان بھائیوں کے نام سگ، شپیر اور دار بتو شالی تھے۔ ان عجیب و غریب ناموں پر آپ حیران نہ ہوں، کیوں کہ قدیم زمانے میں یہاں ایسے ہی نام رکھے جاتے تھے۔ یہ تینوں پرواک کے تین حصوں کے مالک تھے۔ یہ حصے آج بھی ان کے نام پر سگولشٹ، شپیر ولشٹ اور دار بتو شالیو لشٹ کہلاتے ہیں۔

اس قدر وسیع اور عمدہ زمینوں کے مالک ہونے کی وجہ سے تینوں بھائی نہایت دولت مند تھے اور اپنی دولت پر نہایت فخر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان تینوں کے درمیان طے پایا کہ وہ باری باری ایک عام دعوت دیں گے اور اس دعوت میں اپنی دولت اور سخاوت کا مظاہرہ کریں گے۔ ایک بھائی نے مہمانوں کے استقبال کے لیے ان کی راہ میں دور تک گندم بچھائی تا کہ اس پر چل کر اس کے گھر پہنچیں۔ دوسرے نے گندم کے آٹے

کا مکان بنا کر اس میں مہمانوں کو بٹھایا۔ جب کہ تیسرے نے، جسے اپنے گوشت اور دودھ کی پیداوار پر بڑا فخر تھا، پن چکی کو پانی کی جگہ دودھ سے گھما کر اس میں آٹا پیسا اور اس سے دعوت کی روٹیاں پکوائیں۔

ان بھائیوں میں دار بتو شالی سب سے دولت مند تھا لیکن وہ ایک کنجوس شخص تھا۔ دکھاوے کے لیے وہ اس قدر تو خرچ کر سکتا تھا لیکن کسی محتاج کو کچھ دینا اس کے لیے ایک ناممکن بات تھی۔ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں جیسے روزانہ کے کھانے پینے کی بھی خود بڑی سختی سے نگرانی کرتا اور ان کا حساب کتاب رکھتا۔

ایک دن اس نے رات کے کھانے کے لیے بکرا ذبح کروایا اور پورا گوشت مع سری پائے کے پکنے کے لیے دیگ میں ڈلوا دیا اور خود کسی کام سے باہر چلا گیا۔ جب وہ باہر تھا تو ایک فقیر آیا اور کھانے کے لیے کچھ مانگا۔ گھر والوں نے کہا کہ پکی ہوئی کوئی چیز گھر میں نہیں لیکن فقیر نہیں مانا اور اصرار کرنے لگا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے دولت مند آدمی کے گھر میں کچھ نہ ہو۔ جب کسی طرح فقیر نہیں ٹلا تو گھر والوں نے بکرے کے دو پائے اسے دے کر جان چھڑالی۔ رات کے کھانے پر بکرے کا گوشت اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اس کا بغور جائزہ لیا۔ جب اسے دو پائے کم نظر آئے تو اس نے گھر والوں سے دریافت کیا۔ گھر والوں نے ڈرتے ڈرتے بتایا کہ فقیر کو دینے پڑے۔ یہ سننا تھا کہ دار بتو شالی نے "ہائے میرے پائے" کا نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو گیا۔ گھر میں شور مچ گیا۔ ادھر اُدھر سے لوگ جمع ہوئے۔ طبیب اور سیانے آئے۔ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن کوئی تدبیر کام نہ آئی۔ آخر سب نے فیصلہ دے دیا کہ دار بتو شالی اس دنیا

میں نہیں رہے۔

داربتو شالی کے گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ اس کی آخری رسومات کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف خود اس کے ساتھ کیا ہو رہا تھا؟

جوں ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں، دو فرشتے اس کے پاس پہنچ گئے۔ ایک کے پاس ایک بڑی سی کتاب تھی جب کہ دوسرا ایک بہت بڑا گرز اُٹھائے ہوئے تھا۔ کتاب والے نے کتاب کھولی اور پڑھنا شروع کیا۔ اُس نے داربتو شالی کے چند گناہوں اور جرائم کا ذکر کیا اور گرز والے کی طرف دیکھا۔ گرز والے فرشتے نے اپنا گرز اُٹھایا اور پوری قوت سے داربتو شالی کے سر پر وار کیا۔ گرز اگر اُس کے سر پر لگتا تو اس کا کچومر نکل جاتا لیکن نجانے کہاں سے بکرے کا پایہ نکل آیا اور گرز اُس سے ٹکرا کر رک گیا۔ اب کتاب والے نے ایک اور صفحہ کھولا۔ داربتو شالی کے مزید جرائم گنوائے اور اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔ اُس نے گرز اُٹھا کر دوسری طرف سے وار کیا۔ ایک اور پایہ پیدا ہوا اور گرز کے سامنے ڈھال بن گیا۔

اسی طرح فرشتہ اس کے جرائم گنواتا رہا اُس کا ساتھی گرز کے وار کرتا رہا لیکن بکرے کے ان دو پایوں نے دونوں طرف ڈھال بن کر ایک وار بھی اس تک پہنچنے نہیں دی۔ ورق الٹتے گئے یہاں تک کہ پوری کتاب ختم ہو گئی لیکن داربتو شالی کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔

اِسی دوران لوگ داربتو شالی کو دفنانے کے لیے قبرستان پہنچا چکے تھے۔ اتنے میں وہ ہڑبڑا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

دراصل وہ مرا نہیں تھا بل کہ خواب اور موت کی درمیانی کیفیت میں تھا۔ اس کیفیت میں اسے بتادیا گیا کہ ایک چھوٹی سی چیز کا صدقہ کتنی بڑی مصیبت سے نجات دلا سکتا ہے؟ اس دن کے بعد اس نے کنجوسی سے توبہ کر لی اور ایک نیک شخص بن کر رہنے لگا۔





یہ کتاب نیشنل بک فاؤنڈیشن کی درج ذیل بک شاپس پر دستیاب ہے

اسلام آباد: 6۔ماؤ ایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، اسلام آباد فون: 051-9261125

- این بی ایف کلب بک شاپ، اسلام آباد کلب، اسلام آباد
  فون: 051-9046242-8447242
- این بی ایف بک شاپ 'مشعر کتاب' ایف سیون مرکز، جناح سپر مارکیٹ، اسلام آباد
  فون: 0300-5077966

راولپنڈی: ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے سٹیشن، راولپنڈی کینٹ
فون: 0333-5756891

لاہور: لوئر گراؤنڈ فلور، بلڈنگ نمبر 1، ایوانِ اقبال کمپلیکس، ایجرٹن روڈ، لاہور
فون: 042-99203863 فیکس نمبر: 042-99203866

- ٹریولرز بک کلب/شاپ: علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ، لاہور فون: 042-37740961
- ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 2، ریلوے سٹیشن، لاہور فون: 0321-4376490

واہ کینٹ: این بی ایف بک شاپ، سنٹرل لائبریری عمارت واہ کینٹ (Premises)
فون: 051-9314004

فیصل آباد: شاپ نمبر 10، ہاشمی ہال شاپنگ سنٹر، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد فون: 041-2648179

ملتان: شاپ نمبر 6-5-4، ایم۔ڈی۔اے روڈ، نزد آرٹ کونسل، ملتان فون: 061-9201281

- ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے سٹیشن، ملتان کینٹ فون: 0301-7556886

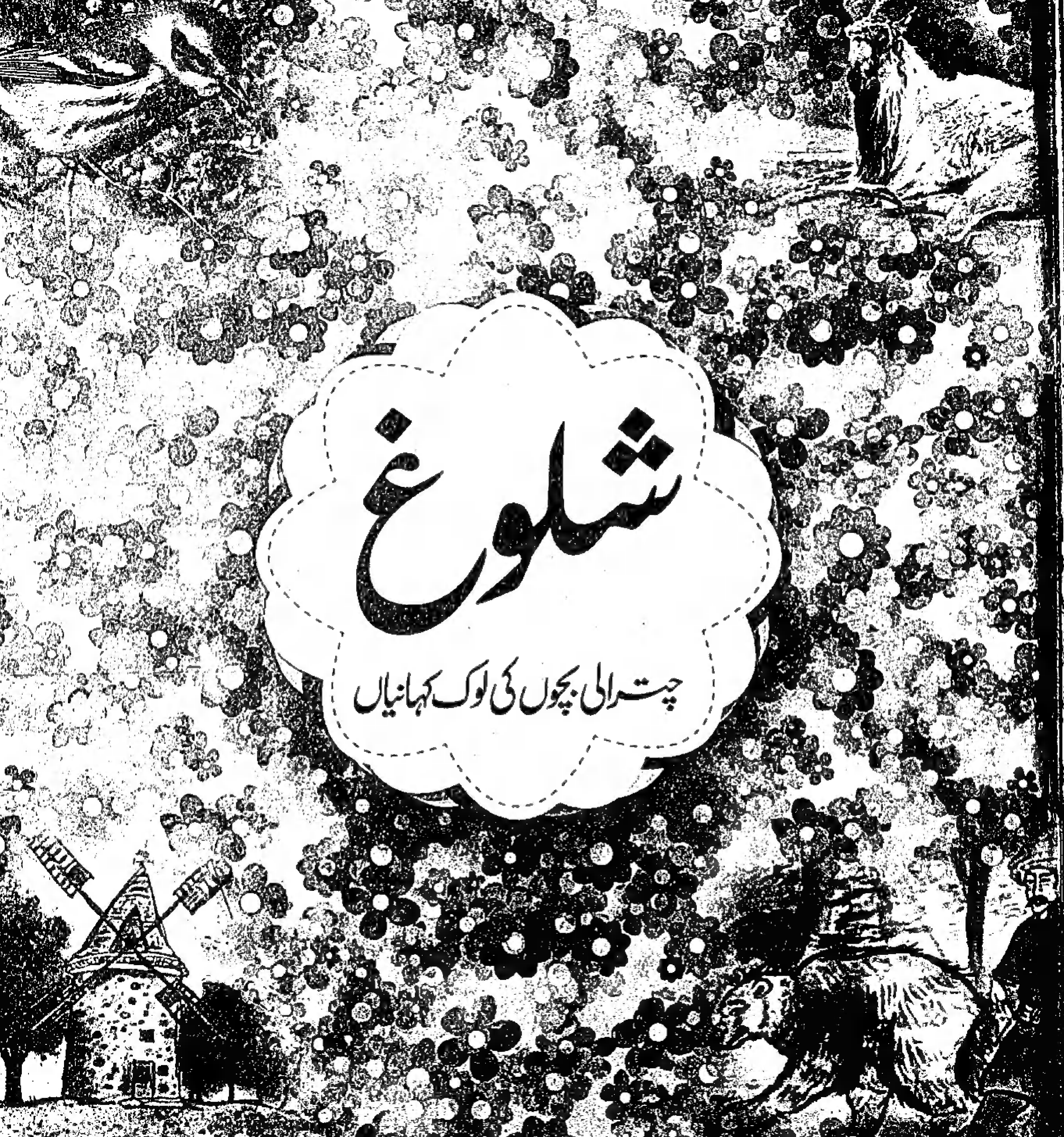
پشاور: پلاٹ نمبر 37-36، سیکٹر B-2، فیز 5، حیات آباد، پشاور فون: 091-9217273
فیکس نمبر: 091_9217273

ایبٹ آباد: فرسٹ فلور، پبلک لائبریری، جلال بابا آڈیٹوریم، ایبٹ آباد فون: 0992-9310291

ڈیرہ اسمٰعیل خان: این بی ایف بک شاپ، گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول نمبر 2، سرکلر روڈ، ڈی آئی خان
فون: 0336-7221016

- بنوں: نیئر بنوں پریس کلب، پرتھی گیٹ، بنوں
  فون: 0333-9765617 - 0346-9155018
- کراچی: این بی ایف، بریل کمپلیکس بلڈنگ، نزد پی ٹی وی اسٹیشن، سٹیڈیم روڈ کراچی
  فون: 021-99231762 فیکس نمبر: 021-99231089
  - ٹریولرز بک کلب/شاپ: ڈومیسٹک ڈیپارچر لاؤنج، جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ
    فون: 021-99248432
  - ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 1، کینٹ ریلوے سٹیشن، کراچی
    فون: 0300-9254426
- سکھر: پبلک لائبریری، اولڈ سکھر فون: 071-9310892
- روہڑی: ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 4-3، ریلوے سٹیشن، روہڑی
  فون: 0307-2952608
- حیدر آباد: این بی ایف بک شاپ، اولڈ کیمپس، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد
  فون: 022-9200251، 0347-3201467
- خیر پور: این بی ایف بک شاپ، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیر پور فون: 04-3762791
- لاڑکانہ: این بی ایف بک شاپ، شہید محترمہ بے نظیر بھٹو میڈیکل یونیورسٹی، لاڑکانہ
  فون: 074-9410229
- جیکب آباد: این بی ایف بک شاپ، ریڈ کریسنٹ بلڈنگ، ڈی سی چوک، قائداعظم روڈ، جیکب
  فون: 0722-650817
- کوئٹہ: مکان نمبر 9/9-3، ناتھا سنگھ سٹریٹ، کوئٹہ
  فون: 081-9201570 فیکس: 081-9201869

6۔ماؤ ایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، پوسٹ بکس نمبر 1169، اسلام آباد فون: 9261125 ، 051-2255572 فیکس نمبر: 051-2264283
ای میل: books@nbf.org.pk ویب سائٹ www.nbf.org.pk


شلوغ
چترالی بچوں کی لوک کہانیاں


شلوغ
چترالی بچوں کی لوک کہانیاں



یہ چترالی بچوں کی کہانیاں ہیں جو روایتی طور پر گھروں میں بڑی بوڑھیاں راتوں کو سونے سے پہلے سناتی رہی ہیں۔ چترال پاکستان کے انتہائی شمال میں بلند و بالا پہاڑوں میں گھری ہوئی وادیوں پر مشتمل اک خوب صورت علاقہ ہے۔ان وادیوں میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن کھوار اس سارے علاقے کی سب سے بڑی زبان ہے جو اس پورے علاقے میں بولی جاتی ہے۔ یہ نہ صرف چترال میں بولی جاتی ہے بل کہ گلگت۔ بلتستان کے ضلع غذر کی زبان بھی یہی ہے۔اس علاقے کی قدیم روایات بے شمار لوک گیتوں اور کہانیوں کی صورت میں محفوظ ہیں۔ خصوصاً کھوار کی لوک کہانیاں جو بچوں کو سنائی جاتی ہیں، بہت ہی دل چسپ اور معلومات سے بھرپور ہیں۔ یہ کہانیاں کثیر المقاصد نوعیت کی ہوتی ہیں۔ایک طرف اگر ان سے بچوں کی تربیت مقصود ہوتی ہے تو دوسری طرف ان کے ذریعے آنے والی نسلوں کا گذشتہ نسلوں سے رابطہ برقرار رہتا ہے۔



Price Rs. 150/-